بسم اللہ الرحمن الرحیم الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ

سیدھا راستہ

لاہور

بیاد گار

پیر طریقت، رہبر شریعت، زبدۃ العارفین، پیکر ایثار و وفا، فنافی الرسول، امین علم لدنی، قطب جلی، نائب غوث الثقلین

منظور نظر داتا گنج بخش، حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ

(نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی)
قدس سرہ العزیز

عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کے لئے عام فہم اور آسان سلیس اُردو
بیسیوں حوالہ جات سے مزین، دورِ جدید میں منفرد حیثیت کا حامل

مسلسل اشاعت کا چوبیسواں سال

بفضل عنایت

مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ یوسفی زم زم
مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی
مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی
مجمع انوار نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی

سجادہ نشینان آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

مدیر اعلیٰ

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر معاون

صاحبزادہ مفتی حافظ خلیل احمد یوسفی

مینیجنگ ایڈیٹر

رشید احمد جنجوعہ یوسفی
(ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی)

سرکولیشن کنٹرولرز

شیخ فہد احمد یوسفی
حافظ ظفر یوسفی

حسن ترتیب

۱	حمد باری تعالیٰ وہاب الرحمن۔	۳
۲	قطعات تاریخہائے وصال۔	۴
۳	اداریہ۔	۵
۴	تفسیر یوسفی۔	۹
۵	درس حدیث شریف۔	۱۴
۶	حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام۔	۱۸
۷	صراط مستقیم۔	۲۳
۸	بخاری شریف بحوالہ تیسیر الباری	۳۲
۹	قربانی اور اس کے مسائل۔	۳۶
۱۰	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ۔	۴۲

سالانہ ممبر شپ فیس (اندرون و بیرون ملک)

	روپے
الجزائر، ایران، ترکی، عرق	2000
عرب امارات و سعودی عرب	2000
انگلینڈ	2000
کینیڈا، امریکہ	2500
پاکستان	300

رکن کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

زیر انتظام: صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی، صاحبزادہ حافظ مفتی خلیل احمد یوسفی، صاحبزادہ محمد ابو بکر صدیق یوسفی زم زم

پروف ریڈرز: مفتی محمد آصف یوسفی، ملک محمد سلیم نواز یوسفی، شیخ محمد عبد العلیم یوسفی، محمد عامر فقیر، محمد رضوان فقیر

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتا

ایڈیٹر ماہنامہ "سیدھا راستہ"
977-A بلاک B-III گجر پورہ سکیم لاہور
جامع مسجد نگینہ
042-36880027، 0300-4274936

قیمت فی شمارہ 30 روپے

ڈرافٹ اور چیک کے لئے: منیر احمد یوسفی اکاؤنٹ نمبر 06180017185303 حبیب بنک شاد باغ لاہور

پبلشر منیر احمد یوسفی نے حامد جمیل پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر جامع مسجد نگینہ بلاک B-III چائنہ سکیم لاہور سے شائع کیا

ویب سائٹ: http://www.seedharastah.com
ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com
http://www.facebook.com/seedhrastah

کمپوزنگ: ابوبکر کمپیوٹر سینٹر - 977-A بلاک B-III چائنہ سکیم لاہور 0300-4274936

حمد باری تعالیٰ

از قلم: حضرت صاحبزادہ محمد اللہ دتہ زمزم یوسفی

حمد تیری ذات کو اَے کار ساز و کردگار
میں ترا بندہ خداوندا عمل سے شرمسار
یا ربِّ اقلیمِ جہاں کا راز تیرا با وقار
ہے ترے ہی زیرِ فرماں سب عروج و اِفتخار
لالہ و نرگس کلی متلاشیءِ صد نو بہار
ہر کسی کے واسطے تُو لحہ لحہ غم گُسار
میرے باطن کے چمن کا ہے گریباں تار تار
دِل گلوں کا خواہش مند ہے ڈَس رہی ہے نوکِ خار
پوری ہوں گی دیدہءِ پُرنم کی ساری حسرتیں
سایہءِ رحمت ترا دے گا اگر دِل کو قرار
لاکھ کوتاہی سہی رَحمت سے مایوسی نہیں
آنکھیں اِحساسِ ندامت سے ہیں بے شک اَشکبار
رات دِن رنج و اَلم سے دِل ہے رَنجیدہ بڑا
اِتنا ہے بارِ گناہ شرمندہ ہوں پروردِگار
ہر جگہ ہیں تیرے اَلطاف و کرم کی بارشیں
دُنیا و محشر میں تیری رَحمتیں ہیں بے شمار
ہر گھڑی ہر کوئی سائل ہے تری سرکار میں
ادنیٰ سے ادنیٰ کا تیری رَحمتوں پر انحصار
اَب کرم کی ڈالیاں زمزؔم کا بن جائیں نصیب
ڈھونڈتا پھرتا ہے تیرے فضل کے لیل و نہار

ادارہ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور اور ابوبکر کمپیوٹر سنٹر کی جانب سے حج کی سعادت حاصل کرنے والے خوش نصیبوں کو دل کی اَتھاہ گہرائیوں سے مبارک ہو۔

باب الحرمین

از قلم: حضرت مولانا محمد یونس مالیگ

تمہیں اے زائرینِ خانہ کعبہ مبارک ہو
مبارک ہو مبارک ہو حج بیتُ اللہ مبارک ہو
مبارکباد کے قابل اَدائے حجِ بیتُ اللہ
دیارِ پاکِ حضرت تک پہنچ جانا مبارک ہو
وہی زمزم جسے آبِ شفا حضرت نے فرمایا
تمہیں اَے حاجیو صبح و مسا پینا مبارک ہو
سیہ بختی و تاریکئ عصیاں محو ہوتی ہے
مقدس حجر اَسود کا تمہیں بوسہ مبارک ہو
طواف و سعی کے اَرکان دیوانہ صفت کرنا
بعز و شان رفتارِ صفا مروہ مبارک ہو
مبارک! دیکھنا وہ عرصہ عرفات کا منظر
ہو جب اِحرام میں ملبوس ہر بندہ مبارک ہو
بہت صبر آزما اے حاجیو ہے جادہَ اُلفت
تمہیں عشق شہ دیں میں قدم رکھنا مبارک ہو
جہاں صبح و مسا اللہ کی رحمت برستی ہے
تمہیں اُس سر زمینِ پاک پر جانا مبارک ہو
جہاں کا ذرّہ ذرّہ حامل نورِ تجلّی ہے
زہے قسمت تمہیں وہ پاک نظارہ مبارک ہو
مدینہ کی وہ خاکِ پاک ہے خاکِ شفا بیشک
نگاہِ مردِ مومن کے لئے سُرمہ مبارک ہو!
دَرِ محبوب پر حق نے بلایا جاؤ وک کہہ کر
گنہگارو شفاعت کا تمہیں مژدہ مبارک ہو!
خیالوں میں ہیں طے راہِ حرم کے پیچ و خم یونسؔ
تصور میں دَرِ شہ پر جبیں رکھنا مبارک ہو

قطعاتِ تاریخہائے وصال

"حق مآب فخر المشائخ"
2013ء

"آہ تاجدارِ شرق پور شریف"
1434ھ

"زُبدۂ انجمن صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجدّدی"
2013ء

(۱)
چلا ہر سے ہادیٔ شرق پُور — عقیدت بجا غم سے معمُور ہے
"شب فرقت عالمِ معرفت" — سنِ الوداع کہہ دو مہجّور ہے
2013ء

(۲)
جہاں کو ہُوا اُن کی رحلت کا صدمہ — تھے سامانِ اُمید فخر المشائخ
سنِ وصل ، مہجّور کہہ ارتجالاً — ہے دامانِ اُمید فخر المشائخ
2013ء

(۳)
اُٹھا آج یومِ مجدّد کا داعی — شہِ بزمِ عرفان ، پیرِ طریقت
کہو سالِ ترحیل ، مہجّور رضوی — ہے "مشتائے ایمان پیرِ طریقت"
1434ھ

(۴)
تھا پیکر بجا ایک علم و عمل کا — گیا ہے جو کر کے ہمیں آج رنجور
کہو "پیرِ مے خانۂ نقش بندی" — سنِ وصل پر بر ملا آپ مہجّور
1434ھ

(۵)
بڑی اُس سے رفعت ہے فقر و غنا کی — ہُوا سلسلہ اُس سے مسرور ، کہیے
ندا غیب سے ہے یہ مہجّور آئی — "جواہر شناسِ شرق پُور" ، کہیے
1434ھ

سیّد عارف محمود مہجّور رضوی گجرات

ختم چہلم

بانی تحریک یومِ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مظہر فیضان شیرِ ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وشبیہ ثانی لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا چہلم مبارک 6 اکتوبر بروز اِتوار صبح 9 بجے شرقپور شریف میں منعقد ہوگا۔ (اختتامی دُعا 2 بجے ہوگی)۔

سوگواران: صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں ولید احمد شرقپوری

نوٹ: سالانہ عرس مبارک حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ہر سال 18-17 اکتوبر کو منعقد ہوتا ہے اِس سال بوجہ عید الضحیٰ 6-5 اکتوبر کو حسب سابق منعقد ہوگا۔

اداریہ

سانحۂ اِرتحال

کشف وروحانیت اور شریعت وولایت کے حوالہ سے آستانۂ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ یہ برصغیر پاک وہند میں ایک اَیسا روحانی مرکزِ تجلیات اور گم کردہ راہ اِنسانوں کی ایک اَیسی منزل جاوداں ہے جو نہ صرف ماضی میں لاکھوں اِنسانوں کی زندگی میں مثبت شرعی وروحانی اِنقلاب برپا کرچکا ہے بلکہ اِس چشمۂ فیض کی روانی سے تاقیامت اِنسانیت کو حیاتِ جاودانی اور سوزِ لاثانی مہیا ہوتا رہے گا۔ اِس شیر ربانی علیہ الرحمہ خانوادہ کا ہر فرد ملک اور اِسلام کے مقدر کا ستارہ ہے لیکن فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی شان ہی نرالی ہے۔ ۱۲ ستمبر کو وہ اپنے لاکھوں معتقدین کو داغِ مفارقت دے کر جنت مکین ہوگئے۔

حضرت فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ 3 فروری 1933ء بمطابق 27 شوال 1351ھ جمعرات کے روز بوقت صبح حضرت قبلہ میاں ثانی لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں شرقپور شریف میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تعلیم کی شروعات قرآنِ پاک سے کی اور آپ نے تھوڑے ہی وقت میں سات سال کی عمر میں مولانا محمد علی صاحب سے قرآن مجید ناظرہ کی تعلیم مکمل کرلی۔ آپ نے پرائمری کا اِمتحان 1944ء میں پرائمری سکول شرقپور شریف سے پاس کیا اور بعدازاں آپ گورنمنٹ ہائی سکول شرقپور شریف میں داخل ہوگئے۔ میٹرک کر لینے کے بعد آپ نے طب کی کتابیں آغا دوست محمد تکمیلی سے پڑھیں اور علم طب میں اچھی خاصی مہارت حاصل کی۔ بعد میں آپ نے اپنی خاندانی روایات برقرار رکھنے کے لئے طبیہ کالج لاہور میں داخلہ لے لیا اور علم طب میں آپ نے ڈگری حاصل کی۔ گویا آپ طب میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے والدِ محترم حضرت میاں ثانی لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے فارسی کی مشہور معروف کتب ''گلستان'' اور ''بوستان'' پڑھیں اور اسلامی علوم کی تحصیل سے فراغت کے بعد آپ نے مذہبی کتب (فارسی، عربی، اردو) کا سیر حاصل مطالعہ کا شغل اپنایا۔ اِسی مطالعہ کے ذوق وشوق کے نتیجے میں ہی آپ تصانیف کے میدان میں داخل ہوئے اور آپ نے ۴۰ کے قریب کتب تصنیف کیں۔ اِس سلسلے میں آپ نے نہ صرف متعدد کتابیں تصنیف وتالیف فرمائیں بلکہ بہت سی دینی مذہبی کتابیں چھاپ کر لوگوں میں مفت تقسیم بھی فرمائیں۔

حضرت فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد نہ صرف تصنیف وتالیف سے بڑا شغف رکھتے بلکہ تصنیف وتالیف کی اَہمیت سے بھی بخوبی واقف تھے اور یہی وجہ ہے کہ آپ علماء اور فضلاء سے بڑے اَدب اور اِحترام سے ملتے۔ آپ ہمیشہ عوام وخواص کو اِسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے کوشاں نظر آتے۔ آپ کی طبیعت میں نرمی اور حلیمی گویا کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی تھی اور طرہ اِس پر یہ کہ آپ کا کوئی مہمان بھی سُنّتِ نبوی ﷺ کے مطابق اپنی خاطر تواضع ہوئے بغیر آپ کے آستانہ عالیہ سے ہرگز خالی نہیں جاسکتا تھا۔

فخر المشائخ نہ صرف ایک سچے اور پکے عاشق رسول ﷺ تھے بلکہ فنافی الرسول ﷺ بھی تھے۔ آپ کا اُٹھنا بیٹھنا' بولنا چلنا' سونا جاگنا' کھانا پینا اور لباس وغیرہ الغرض یہ کہ اَوڑھنا بچھونا تک سُنّتِ رسول ﷺ کے عین مطابق تھا۔ سر پر عمامہ اور ٹوپی' ہر چیز سُنّتِ نبوی ﷺ کی غمازی کرتی ہوئی نظر آتی۔

حضرت قبلہ وکعبہ شیر ربانی قطب حقانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب سے پہلے شرقپور شریف میں ''تحریک احیاءِ سُنّت'' کے نام سے ایک مذہبی وملی تنظیم کی بنیاد رکھی اور آپ کے خلیفہ اوّل آپ کے برادر اصغر حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی لاثانی شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِس تحریک کو عملی طور پر فعال بنانے کے لئے 1944ء میں ''جامعہ میاں صاحب'' کے نام سے ایک اِدارہ بنایا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نہ صرف قلم وقرطاس کی افادیت واہمیت سے آشنا تھے۔ بلکہ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ اِس مادیت کے جمودی دَور میں اِک یہی موثر اور فعال ذریعہ ہے کہ جس کے طفیل لوگوں کو علم وعرفان کی آگاہی دی جاسکتی ہے۔ معیاری تبلیغ کے لئے معیاری رسائل اور معیاری تصنیفات وتالیفات رقم کی جاسکتی ہیں۔ اِسی مقصد کے پیشِ نظر شرقپور شریف کی سرزمین سے آپ نے 1955ء میں ماہنامہ ''نورِ اسلام'' ایک مجلّہ اِسلام جاری کیا۔ اِس رسالے میں درسِ قرآن، درسِ حدیث، فقہی مسائل، بزرگانِ دین کے حالات اور شیر ربانی کے اَفکار وملفوظات کے علاوہ اَخلاقی وتربیتی اور نصابی مضامین بھی شائع ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سرپرستی میں پندرہ روزہ ''آوازِ نقشبند'' اور ہفت روزہ ''اخبار مجدد الف ثانی'' بھی شائع ہوتے رہے ہے جو کہ اَب اُن کی وفات کے بعد بھی اِنشاءاللہ جاری وساری رہیں گے۔ جن میں دین کے مسائل اور تصوف کے نکات بڑے مفصل اور موثر پیرائے میں بیان کئے جاتے ہیں۔

آپ کو پوری دُنیا ایک بہترین مبلغِ اِسلام کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ آپ بے شمار دینی ومذہبی اجتماعات میں اپنے آپ کو بین الاقوامی حیثیت کے مبلغ بھی منوا چکے تھے نہ صرف پنجاب اور پاکستان بلکہ ترکی، عراق، لندن، مدینہ طیبہ اور دوسرے ممالک میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پرتاثیر خطابات کی نہ صرف ڈھاک بیٹھ چکی تھی بلکہ کئی ممالک میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیمات وملفوظات سے متاثر ہو کر کئی لوگ مشرف بہ اِسلام ہوئے اور کئی لوگوں نے قرآنِ مجید وسُنّتِ مبارکہ پر عمل پیرا ہونے کے عہد کئے۔

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا زیادہ تر خطاب محبت اور تربیتی امور پر مبنی ہوتا، آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ جامع مسجد شیر ربانی وسن پورہ لاہور میں کئی سال تک مسلسل جمعۃ المبارک کو خطبہ دیتے رہے۔ حضرت فخر المشائخ صاحبزادہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سیاست کو سُنّتِ نبوی ﷺ گردانتے ہوئے اِس پرخار میدان میں بھی کود پڑے۔ اور آپ علیہ الرحمہ نے نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے ''جمعیت العلماء پاکستان'' کے پلیٹ فارم سے سیاست میں بھرپور کردار اَدا کیا۔ آپ کا اسمِ گرامی ''جمعیت العلماء پاکستان'' کے اکابرین میں شمار ہوتا ہے۔ آپ نے 1971ء کے الیکشن میں جمعیت علمائے پاکستان کے ٹکٹ پر قصور کے حلقہ سے قومی اسمبلی کا الیکشن لڑا۔ 1977ء میں بھی آپ نے عام انتخابات میں حصہ لیا اور پاکستان قومی اِتحاد کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا۔ اِس الیکشن میں جیسا کہ مشہور ہے کہ پورے ملک میں دھاندلی کی گئی اِس کے نتائج سے سب لوگ آگاہ ہیں۔ اُس وقت کی حکومت نے سیاسی اِنتقامی کارروائیاں تیز کردیں جس کے تحت آپ کئی بار جیل بھی گئے اور آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اِسے سُنّتِ یوسفی علیہ السلام اور سُنّتِ مجدد گردانتے ہوئے قید وبند کو ایک سعادت جانا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب ہمیشہ مملکت خداداد میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے عملی نفاذ کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہے۔ آپ ﷺ کے قائد اہلسنت حضرت امام شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ سابقہ سربراہ جمعیت علماء پاکستان کے ساتھ بڑے گہرے مراسم تھے۔

کچھ عرصہ سے حضرت صاحبزادہ اپنی دینی اور ملی مصروفیات اور ناسازی صحت کے تحت سیاست سے کچھ پرہیز کرنے لگ گئے تھے۔

پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد ملک کئی اَہم مسائل کا شکار ہو گیا تھا اور کئی شورشیں، فتنے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اِن میں سب سے خطرناک فتنہ ''قادیانی فتنہ'' تھا۔ اِس خطرناک فتنے کا حل سوائے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے کوئی اور نہ تھا۔ اِس سلسلے میں دو تحریکیں چلائی گئیں۔ پہلی تحریک ختم نبوت 1954ء میں چلائی گئی اور دوسری 1974ء میں۔ حضرت قبلہ میاں جمیل احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِن دونوں تحریکوں میں بھرپور حصہ لیتے ہوئے فعال کردار اَدا کیا اور لوگوں کے دلوں میں ''تحفظ ناموس رسالت ﷺ'' کا اِحساس پیدا کیا۔ 1974ء میں علماء اہلسنّت اور مشائخ اہلسنّت کی مخلصانہ کوششوں اور کاوشوں سے حضرت اِمام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ

علیہ سابق سربراہ جمعیت علماء پاکستان کی قیادت میں سرکاری طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

فخر المشائخ حضرت صاحب میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری علیہ الرحمہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک صاحبزادی اور چار صاحبزادوں سے نوازا۔ اِس وقت دو صاحبزادے حیات ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب میاں سعید احمد شرقپوری، حضرت صاحبزادہ صاحب جلیل احمد شرقپوری اور دونوں اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔

دُنیائے اِسلام کے خلاف جارحیت

امریکہ اور اُس کے اِتحادیوں کا یہ وطیرہ چلا آرہا ہے کہ وہ اُمتِ مسلمہ کی طاقت اور اِس کے اِتحاد ویگانگت کو مفلوج کرنے کے لئے ہمہ وقت سازشوں کے جال بنتے رہتے ہیں۔ اُن کی اِس سوچ کے پیچھے یہودی لابی بڑی متحرک ہے۔ یہودی بھی ہندو بنیئے کی طرح مسلمانوں کے خلاف متعصّبانہ ذہنیت اور دہشت گردانہ سوچ رکھتے ہیں۔ اُن کا مطمعِ نظر عالمِ اِسلام کی طاقت کو ختم کر کے اپنی اِجارہ داری قائم کرنا ہے۔ اِس کے لئے اُن کے نزدیک کسی بین الاقوامی قانون یا ضابطۂ اَخلاق کی کوئی اَہمیت نہیں۔ ماضی قریب میں محض مفروضوں کی بنیاد پر کیمیائی ہتھیاروں کے اِستعمال کا خود ساختہ اِلزام لگا کر فوجی کارروائی سے عراق کے تیل کے ذخائر پر قبضہ کیا گیا۔ لیبیا میں حکومت مخالف عناصر کو جدید اسلحہ سے لیس کر کے تصادم و بغاوت پر اُبھارا اور پھر اِنسانی حقوق کے تحفظ کی آڑ میں فوجی کارروائی کے ذریعے اپنی پسندیدہ حکومت کے قیام کے لئے راہ ہموار کی۔ اِسی طرح انڈونیشیا اور سوڈان میں عیسائی اَقلیت کو زبردستی اکثریت میں بدل کہ ریفرنڈم کی بنیاد پر انڈونیشیا اور سوڈان کی سالمیت پارہ پارہ کر کے غنڈہ گردی کا مظاہرہ کیا۔ اَب عالمِ اِسلام کے ایک اور ملک نائیجیریا میں عیسائی اَقلیت کے لئے الگ سلطنت کے قیام کی سازشیں ہو رہی ہیں۔

دوسری طرف گذشتہ کئی سالوں سے امریکہ شام میں حکومت مخالف عناصر کو جدید اسلحہ اور مالی اِمداد فراہم کر کے حکومت کے خلاف ہنگاموں اور باغیانہ سرگرمیوں پر اُبھار رہا ہے اور جب حکومت نے اپنے حقِ حاکمیت کے تحت اِن ہنگاموں کے تدارک اور باغیانہ سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے اَقدامات کئے تو شامی حکومت کی طرف سے عوام کے خلاف کیمیائی ہتھیار اِستعمال کرنے کا روایتی بہانہ بنا کر اِس کے خلاف طبلِ جنگ بجا دیا۔ ہر چند کہ شامی حکومت نے کیمیائی ہتھیاروں کے اِستعمال کی تردید کی ہے اور اَقوامِ متحدہ کے معائنہ کاروں کو معائنہ کی اِجازت بھی دی جن کی رپورٹ کے مطابق کیمیائی ہتھیار اِستعمال تو ہوئے ہیں لیکن اُن کا اِستعمال حکومت یا باغیوں نے کیا اِس کی کوئی وضاحت اُس رپورٹ میں شامل نہیں ہے۔ واضح ہو کہ امریکہ نے شام میں حکومت مخالف عناصر کو بھی جدید کیمیائی ہتھیاروں سے لیس کر رکھا ہے۔ اِدھر عالمی برادری نے اِس بات پر زور دیا ہے کہ اِس ضمن میں شام کے خلاف کوئی بھی کارروائی عالمی معائنہ کاروں کی رپورٹ کے تناظر میں کی جائے۔ لیکن امریکہ اور اِس کے اِتحادی اپنی طاقت کے گھمنڈ اور اِسلام دشمنی کی وجہ سے کسی ضابطۂ اَخلاق کو خاطر میں لانے کے لئے تیار نظر نہیں آتے اور اِس کے لئے اِنسانی حقوق کے تحفظ کو آڑ بنایا جا رہا ہے کہ شام میں بنیادی اِنسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں جس کی اِجازت نہیں دی جا سکتی۔

ذہن میں رہے کہ دُنیا میں سب سے پہلے کیمیائی اَیٹمی اَسلحہ امریکہ نے ۱۹۴۵ء میں دوسری عالمی جنگ کے دوران اِستعمال کر کے لاکھوں جاپانیوں کو موت کے منہ میں دھکیل دیا تھا۔ پھر ویتنام کے خلاف بلا جواز جنگ میں امریکہ کی طرف سے کیمیائی ہتھیار نیپام بم کے اِستعمال سے ہزاروں اَفراد لقمۂ اجل بن گئے۔ پھر عراق اور افغانستان کے خلاف تمام بین الاقوامی ضابطوں کی خلاف ورزی کرتے

ہوئے امریکہ نے مہلک ترین کیمیائی ہتھیار اِستعمال کیے اور لاکھوں اِنسان لقمۂ اجل بن گئے۔ لیکن اُس وقت نہ تو امریکہ کو خود اِس بات کا اِحساس ہوا اور نہ ہی کسی بین الاقوامی اِدارے نے اس سے باز پرس کی ہے۔

قارئین کرام! مغرب بالخصوص امریکہ کی طرف سے اِنسانی حقوق کا واویلا محض مگرمچھ کے آنسو ہیں۔ کیونکہ اِنسانی حقوق صرف شام میں ہی پامال نہیں ہو رہے بلکہ اِس سے کہیں زیادہ مقبوضہ کشمیر اور فلسطین میں ہو رہے ہیں لیکن عالمی اَمن اور اِنسانی حقوق کے نام نہاد علمبردار اور ٹھیکیداروں کو وہ نظر نہیں آتے؟ اگر سوڈان میں نام نہاد ریفرنڈم کی بنیاد پر بلا جواز الگ سلطنت قائم ہو سکتی ہے تو مقبوضہ کشمیر کے لوگوں کا حق ہے کہ اُن کو غاصبانہ قبضہ سے آزادی دلائی جائے۔ فلسطین اِسرائیلی جبر و تشدد سے نجات کیوں نہیں حاصل کر سکتا؟ یقیناً سب کچھ ہو سکتا ہے بشرطیکہ کسی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے اِنسانی حقوق کے تحفظ کے بنیاد پر کوشش کی جائے۔ اگر دانستہ کسی مسئلہ کو اُلجھا کر مطلب براری کی جائے تو پھر عالمی اَمن کی ضمانت نہیں مل سکتی' کسی وقت بھی یہ دُنیا جنگ کی لپیٹ میں آ سکتی ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ صورتِ حال پیدا ہو گئی تو اِس کا ذمہ دار امریکہ ہو گا ''جو جب چاہے' جہاں چاہے' جیسے چاہے کارروائی کر دیتا ہے''۔

اِس تناظر میں عالمِ کفر کی عالمِ اِسلام کے خلاف پے در پے فوجی کارروائیوں نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ صرف مفادات ہی نہیں بلکہ مذاہب کی جنگ بھی ہے اور مسلمانوں سے صلیبی جنگوں میں شکست کا بدلہ لیا جا رہا ہے جس کا اِشارہ سابق امریکی دہشتگرد صدر جارج بُش نے اپنے ایک بیان میں دیا تھا۔ لیکن یہ بڑی ستم ظریفی ہے کہ مسلم ممالک کے باہمی تعلقات برائے نام ہیں' وہ مشترکہ لائحہ عمل اِختیار کرنے اور ایک دوسرے پر اِنحصار کرنے کی بجائے امریکہ اور اِس کے اِتحادیوں کی طرف دیکھتے ہیں۔ اُن کے ذہن میں یہ بات نہیں آتی کہ قرآنِ پاک میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ ''یہود و نصاریٰ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے وہ تمہارے دشمن ہیں''۔ بلاشک و شبہ غیر مسلم طاقتیں ہر وقت اِسلام کے خلاف سرگرم رہتی ہیں' اُن کا ایجنڈا محض اِسلام کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔ مسلمان حکمران عالمِ کفر کے عزائم اور سازشوں کو سمجھنے کی بجائے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے میں مصروف ہیں۔ مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ مبینہ طور پر سعودی عرب اور عرب لیگ امریکہ اور اُس کے اِتحادیوں کو شام پر بلا تاخیر حملہ کرنے کے لئے ہر قسم کی مالی اِعانت بلکہ تمام جنگی اَخراجات برداشت کرنے کی یقین دہانیاں کرا رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ ایسی صورت ہے تو پھر عالمِ اِسلام کو کسی دوسرے دشمن کی ضرورت نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اِس خوفناک صورتِ حال سے محفوظ رکھے۔ آمین! نوٹ: تجزیہ نگاروں کے مطابق شام کے خلاف یورش دراصل اِیران کو جال میں پھنسانے کی ایک چال ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ کامیاب ہو گئی تو اگلا ہدف پاکستان ہے۔ اللہ نہ کرے۔

شکریہ اور معذرت

ادارہ ماہنامہ ''سیدھاراستہ'' لاہور اپنے بزرگ جناب نذیر احمد صاحب (ندیم آئل ملز) ملتان والوں کا دِل کی اِنتہائی گہرائیوں سے شکر گزار ہے کہ اُنہوں نے ستمبر 2013ء کے شمارہ سے کمپوزنگ کی غلطی سے آگاہ فرمایا ہے۔ ادارہ کوتاہی پر قارئین کرام سے معذرت خواہ ہے۔

۱۔	صفحہ نمبر ۷	غلط: آل عمران: اور آل عمران کو	صحیح: عمران اور آل عمران کون؟
۲۔	صفحہ نمبر ۳۴	غلط: توبہ کرنے والا۔	صحیح: توبہ قبول کرنے والا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِیْ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

تفسیر یوسفی

خاکہ: پیرِ طریقت رہبرِ شریعت امینِ علمِ لدنی، منظورِ نظر داتا گنج بخش حضرت قبلہ علامہ مولانا
حاجی محمد یوسف علی نگینہ
صاحب علیہ الرحمہ

ترتیب
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ "سیدھاراستہ" لاہور

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ○ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًاۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ○ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ○ (آل عمران: ۳۸ تا ۴۱) "یہاں پکارا زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب کو عرض کیا' اے رب میرے مجھے اپنے پاس سے دے ستھری اولاد۔ بے شک تو ہی دعا سننے والا ہے۔ تو فرشتوں نے اُسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ (علیہ السلام) کا جو اللہ کی طرف سے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے۔ عرض کیا' اے میرے رب! میرے لئے لڑکا کہاں سے ہوگا؟ مجھے تو پہنچ گیا بڑھاپا اور میری عورت بانجھ ہے۔ فرمایا: اللہ (تعالیٰ) یونہی کرتا ہے جو چاہے۔ عرض کی اے میرے رب! میرے لئے کوئی نشانی کر دے' فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تین دن تو لوگوں سے بات نہ کرے مگر اشارہ سے اور اپنے رب کی بہت یاد کر اور کچھ دن رہے اور تڑکے اُس کی پاکی بول"۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ "یہاں پکارا زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب (کریم) کو"۔

ذَالِكَ الْوَقْتُ حِيْنَ رَاٰى زَكَرِيَّا كَرَامَةَ مَرْيَمَ وَسِعَةَ رَحْمَةِ اللّٰهِ وَ رَاٰى اَنَّ اَهْلَ بَيْتِهٖ قَدْ اِنْقَرَضُوْا وَلَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ يَرِثُهُ الْعِلْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَ خَافَ مَوَالِيَهٗ اَيْ بَنِيْ اَعْمَامِهٖ اَنْ يُّضِيْعُوا الدِّيْنَ بَعْدَهٗ دَخَلَ الْمِحْرَابَ، وَغَلَّقَ الْاَبْوَابَ [1]

"جب حضرت سیّدنا زکریا (علیہ السلام) نے حضرت سیّدہ بی بی مریم علیہا السلام کی کرامت اور اللہ (عزوجل) کی رحمت دیکھی اور محسوس کیا کہ خاندان والے سب ختم ہوگئے اور میرا کوئی بچہ نہیں جو علم و نبوت کا وارث بنے اور آپ کو اندیشہ ہوا کہ چچا کی اولاد میرے بعد دین کو کھو بیٹھے گی۔ تو ایسے وقت میں یا اُس جگہ دروازے بند کر کے اپنے مالک سے دُعا کی"۔ اُس دُعا کا تفصیلی ذکر سورۃ مریم آیات مبارکہ نمبر ۳ سے ۴ تک آتا ہے۔

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ○ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ○ [2] "جب اُنہوں نے اپنے ربّ (کریم) کو آہستہ پکارا۔ عرض کی اے میرے ربّ (کریم)! میری ہڈی کمزور ہوگئی اور سر بڑھاپے کی وجہ سے بھڑک اُٹھا اور اے میرے ربّ (کریم)! میں تجھے پکار کر کبھی نامراد نہیں رہا"۔ اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں

[1] تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۴۴' قرطبی جلد ۲ جز ۴ ص ۴۶' ابن کثیر جلد ۱ ص ۳۱۱۔ [2] تفسیر ابن جریر جلد ۳ ص ۲۴۷۔

کا ڈر ہے۔ ۳؎ اور میری بیوی بانجھ ہے۔ ۴؎ تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اُٹھا لے وہ میرا جانشین ہو اور اولادِ یعقوب کا وارث ہو اور اے میرے ربّ (کریم)! اُسے پسندیدہ فرما''۔ ۵؎

قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً. ''(حضرت زکریا علیہ السلام) بولے اے میرے ربّ (کریم)! مجھے اپنے پاس سے ستھری اُولاد عطا فرما''۔

اَيْ مِنْ عِنْدِكَ عَلٰى خَرْقِ عَادَةٍ جَرَتْ مِنْ (حَيْثُ كَانَتْ اِمْرَأَتُهٗ عَاقِرًا وَهُوَ كَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا) كَمَا تَهَبُ الرِّزْقَ الْمَرْيَمَ عَلٰى خَرْقِ الْعَادَةِ ۶؎ ''اپنی طرف سے عادت کے خلاف یعنی معمول کے خلاف (کیونکہ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی بانجھ تھی اور آپ بہت بوڑھے ہوگئے تھے) اِس لئے عرض کیا کہ اپنی طرف سے یعنی معمول کے خلاف مجھے اُولاد عطا فرما جیسے دستورِ اسباب کے خلاف تو نے حضرت بی بی سیّدہ مریم کو رزق عطا فرمایا''۔ ذُرِّيَّةً سے مراد وَلَدًا يُطْلَقُ عَلَى الْوَاحِدِ وَالْجَمْعِ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى ''اُولاد ہے اِس کا اِطلاق واحد جمع اور مذکر و مؤنث پر ہوتا ہے طَيِّبَةً سے مراد صَالِحًا مَعْصُوْمًا طَاهِرًا مِنَ الذُّنُوْبِ ۷؎ ''صالح معصوم اور گناہوں سے پاک ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ زَكَرِيَّا يَعْنِيْ فَاكِهَةَ الصَّيْفِ فِي الشِّتَآءِ وَفَاكِهَةَ الشِّتَآءِ فِي الصَّيْفِ عِنْدَ مَرْيَمَ قَالَ: اِنَّ الَّذِيْ يَأْتِيْ بِهٰذَا مَرْيَمَ فِيْ غَيْرِ زَمَانِهٖ قَادِرٌ اَنْ يَّرْزُقَنِيْ وَلَدًا فَذٰلِكَ حِيْنَ دَعَا رَبَّهٗ ۸؎ ''جب (حضرت سیّدنا) زکریا (علیہ السلام) نے (حضرت سیّدہ) مریم (سلام اللہ علیہا) کے پاس موسم سرما کے پھل موسم گرما میں دیکھے اور موسم گرما کے پھل موسم سرما میں دیکھے تو کہا وہ ذات پاک (عزوجل) جو (حضرت بی بی) مریم (علیہا السلام) کے پاس بے موسم پھل لا سکتی ہے وہ اِس بات پر قادر ہے کہ مجھے اُولاد عطا فرمائے اِس وجہ سے اُنہوں نے وہاں یہ دُعا فرمائی''۔

دُعا کب کی؟:

دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ''حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے ربّ (کریم) سے دُعا کی'' وَذٰلِكَ لِثَلَاثِ لَيَالٍ بَقِيْنَ مِنَ الْمُحَرَّمِ ''اور محرم الحرام کے تین دن باقی رہ گئے'' قَامَ زَكَرِيَّا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ابْتَهَلَ فِي الدُّعَاءِ اِلَى اللّٰهِ ''حضرت زکریا علیہ السلام کھڑے ہوئے اُٹھے اور غسل کیا پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہِ بے کس پناہ میں آہ وزاری سے اِلتجا کی''۔ قَالَ يَارَزَّاقَ مَرْيَمَ ثِمَارَ الصَّيْفِ فِي الشِّتَآءِ وَثِمَارَ الشِّتَآءِ فِي الصَّيْفِ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ (یعنی عِنْدَكَ). ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً یعنی ۹؎ فرمایا ''اے رازقِ حقیقی (حضرت سیّدہ) بی بی مریم (علیہا السلام) کو موسم سرما میں موسم گرما کے اور موسم گرما میں موسم سرما کے پھل عطا فرمانے والے مجھے اپنی بارگاہِ (کرم) سے متقی اُولاد عطا فرما''۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۱۱؎ ''تو فرشتوں نے اُنہیں آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے''۔

حضرت سدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں وَهُوَ جِبْرِيْلُ ۱۰؎ ''اور وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ تفسیر ابن جریر میں یہ قول

۳؎ کیونکہ میرے چچازاد بھائی میرے بعد دین کو بگاڑ دیں گے (خزائن العرفان، نور العرفان روح البیان) ۴؎ بیوی کا نام ایشاع بنت فاقوذ ہے جو حضرت حنّہ کی بہن ہے جو حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ہیں۔ ۵؎ اُسے نبوت سے سرفراز فرما۔ ۶؎ تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۴۴۔ ۷؎ تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۴۴۔ ۸؎ تفسیر جریر جلد ۳ ص ۲۴۷، درمنثور جلد ۲ ص ۱۸۷۔ ۹؎ درمنثور جلد ۲ ص ۱۸۷۔ ۱۰؎ تفسیر ابن ابی حاتم جلد ۲ ص ۱۴۰۔ درمنثور جلد ۲ ص ۱۸۷، مظہری جلد ۲ ص ۴۴، تفسیر ابن جریر جلد ۳ ص ۲۴۸۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ فَوَجْهُ اِيْرَادِ صِيْغَةِ الْجَمْعِ اَیْ الْمَلآئِكَةُ قَالَ الْمُفَضَّلُ بْنُ سَلْمَةَ اِذَا كَانَ الْقَائِلُ رَئِيْسًا يَجُوْزُ الْاَخْبَارُ عَنْهُ بِالْجَمْعِ لِاِ جْتِمَاعِ اَصْحَابِهٖ مَعَهٗ وَ كَانَ جِبْرِيْلُ رَئِيْسُ الْمَلآئِكَةِ وَقُلَّمَا يُبْعَثُ اِلَّا وَ مَعَهٗ جَمْعٌ فَجَرَىٰ عَلٰى ذٰلِكَ [۱۱] ''اس صورت میں ملائکہ کو بصیغہ جمع ذکر کرنے کی وجہ حضرت مفضل بن سلمہ علیہ الرحمہ کے قول پر یہ ہے کہ جب کسی قول کا قائل جماعت کا سردار ہوتا ہے تو جماعت کی طرف اس قول کی نسبت صحیح ہوتی ہے کیونکہ سب اپنے سردار کے قول پر متفق ہوتے ہیں۔ حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام سیّد الملائکہ ہیں۔ عموماً اُن کے ساتھ فرشتوں کی جماعت رہتی ہے''۔

اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى ''بے شک اللہ (عزوجل) آپ کو یحییٰ (علیہ السلام) کا مژدہ عطا فرماتا ہے یعنی خوشخبری دیتا ہے''۔

حضرت قتادہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اِنَّ الْمَلآئِكَةَ شَافَهَتْهُ بِذٰلِكَ مُشَافَهَةً فَبَشَّرَتْهُ بِيَحْيٰى [۱۲] ''فرشتوں نے آپ سے بالمشافہ گفتگو کی اور براہِ راست (حضرت) یحییٰ (علیہ السلام) کی بشارت دی''۔

یحییٰ نام کی وجہ تسمیہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت قتادہ علیہ الرحمہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی وجہ تسمیہ یہ بیان فرمائی ہے: لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَحْيَا قَلْبَهٗ بِالْاِيْمَانِ وَالطَّاعَةِ حَتّٰى لَمْ يَعْصِ وَلَمْ يَهِمْ لِمَعْصِيَةٍ [۱۳] ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) نے اُن کے دِل کو ایمان واطاعت کی وجہ سے زندگی عطا فرمائی تھی آپ نے کبھی گناہ نہیں کیا بلکہ نافرمانی کا ارادہ بھی نہ کیا''۔

قادرِ مطلق کی مشیت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' خَلَقَ اللّٰهُ فِرْعَوْنَ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ كَافِرًا وَّ خَلَقَ يَحْيٰى بْنَ زَكَرِيَّا فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ مُؤْمِنًا [۱۴] ''اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) نے فرعون کو اُس کی ماں کے بطن میں کافر بنایا اور (حضرت) یحییٰ (علیہ السلام) کو اُن کی ماں کے بطن میں مومن بنایا''۔

مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِنَ اللّٰهِ ''(جو) اللہ (عزوجل) کی طرف سے ایک کلمہ کی تصدیق فرمائے گا''۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَالْكَلِمَةُ يَعْنِیْ تَكُوْنُ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ [۱۵] ''(حضرت) عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) ہیں کلمہ اِس لئے نام دیا گیا کیونکہ وہ اللہ (عزوجل) کے کلمہ سے پیدا ہوئے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' كَانَ عِيْسٰى وَيَحْيٰى اِبْنَیْ خَالَةٍ وَكَانَتْ اُمُّ يَحْيٰى تَقُوْلُ لِمَرْيَمَ: اِنِّیْ اَجِدُ الَّذِیْ فِیْ بَطْنِیْ يَسْجُدُ لِلَّذِیْ فِیْ بَطْنِكَ فَذٰلِكَ تَصْدِيْقُهٗ بِعِيْسٰى سُجُوْدُهٗ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ صَدَّقَ بِعِيْسٰى وَ كَلِمَةُ عِيْسٰى وَيَحْيٰى اَكْبَرُ مِنْ عِيْسٰى [۱۶] ''(حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) اور (حضرت) یحییٰ (علیہ السلام) خالہ زاد بھائی تھے۔ (حضرت) یحییٰ (علیہ السلام) کی والدہ (محترمہ حضرت) مریم (علیہا السلام) سے کہتی ہیں' میں محسوس کرتی ہوں کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ آپ کے پیٹ میں بچے کو سجدہ کرتا ہے یہی ماں کے پیٹ میں بچہ کی تصدیق ہے۔ اُنہوں نے ہی سب سے پہلے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کی تصدیق فرمائی''۔

---

[۱۱] مظہری جلد ۲ ص ۴۴۔ [۱۲] در منثور جلد ۲ ص ۱۸۱' ابن جریر جلد ۳ ص ۲۵۱۔ [۱۳] تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۴۵' ابن جریر جلد ۳ ص ۲۵۱' در منثور جلد ۲ ص ۱۸۹۔ [۱۴] در منثور جلد ۲ ص ۱۸۹' مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۹۳' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۰ ص ۲۷۶' کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۴۳۶' ۳۰۹۰۔ [۱۵] در منثور جلد ۲ ص ۱۸۹' ابن ابی حاتم جلد ۲ ص ۱۴۱' ابن جریر جلد ۳ ص ۲۵۲۔
[۱۶] ابن جریر جلد ۳ ص ۲۵۳' در منثور جلد ۲ ص ۱۸۹۔

کلمہ سے مراد (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں اور (حضرت) یحییٰ (علیہ السلام حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) سے بڑے ہیں"۔ ایسا ہی حضرت ابن جریر علیہ الرحمہ نے حضرت امام سدی علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے۔ ۱۷

وَسَيِّدًا "اور سردار" اور سیّد اُس رئیس کو کہتے ہیں جو مخدوم و مطاع ہو حضرت یحییٰ (علیہ السلام) مومنین کے سردار اور علم و حلم اور دین میں اُن کے سردار تھے ۱۸

يُسَوِّدُ قَوْمَهٗ وَيُفَوِّقُهُمْ فِي الْعِلْمِ وَالْعِبَادَةِ وَالْوَرْعِ وَجَمِيْعِ خِصَالِ الْخَيْرِ قَالَ مُجَاهِدٌ الْكَرِيْمُ عَلَى اللّٰهِ ۱۹ وَقِيْلَ الْحَلِيْمُ الَّذِيْ لَا يُغْضِبُهٗ شَيْءٌ وَقَالَ سُفْيَانُ الَّذِيْ لَا يَحْسُدُ وَقِيْلَ هُوَ الْقَانِعُ وَقِيْلَ هُوَ السَّخِيُّ وَقَالَ جُنَيْدٌ هُوَ الَّذِيْ جَادَ بِالْكَوْنَيْنِ عِوَضًا عَنِ الْمُكَوِّنِ ۲۰ "قوم کے سردار ہوں گے یعنی علم، عبادت، پرہیز گاری اور تمام خصائلِ خیر میں سب کے سردار ہوں گے"۔ حضرت مجاہد علیہ الرحمہ نے **سَيِّدًا** کا ترجمہ اللہ (عزوجل) کے ہاں معزز کیا ہے۔ بعض نے کہا جس کو کسی وجہ سے غصہ نہ آئے۔ حضرت سفیان علیہ الرحمہ نے کہا حسد نہ کرنے والا۔ بعض نے کہا قانع اور بعض نے سخی بھی ترجمہ کیا ہے۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے سیّد وہ ہے جس نے دونوں جہان دے کر خالقِ جہاں کو لے لیا"۔

محولہ بالا اِرشاداتِ گرامی کے روایت کرنے والے یہ حضرات صحابہ کرام ہیں حضرت قتادہ، حضرت سعید بن جبیر، حضرت ضحاک، حضرت سفیان، حضرت سعید بن مسیّب اور حضرت عکرمہ وغیرھم رحمہم اللہ تعالیٰ۔ ۲۱

حَصُوْرًا = "ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا"۔ **اَنَّهٗ كَانَ مَنُوْعًا حَابِسًا نَفْسَهٗ عَنِ اتِّبَاعِ الشَّهَوَاتِ وَالْمَلَاهِيْ ۲۲** "اپنے نفس کو خواہشات اور لہو و لعب سے روکنے والا"۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَامِنْ عَبْدٍ يَلْقَى اللّٰهَ اِلَّا اَذْنَبَ اِلَّا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا، فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: (سَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا) قَالَ: وَاِنَّمَا كَانَ ذَكَرُهٗ مِثْلَ هُدْبَةِ الثَّوْبِ، وَاَشَارَ بِاَنْمُلَةٍ ۲۳** "جو بندہ بھی اللہ (عزوجل) سے ملاقات کرے گا۔ اُس کا کوئی نہ کوئی قصور ہوگا مگر (حضرت) یحییٰ بن زکریا (علیہما السلام) ایسے نہ ہوں گے) کیونکہ اللہ (تبارک وتعالیٰ واجب الوجود مطلق و بسیط و بے حد جل جلالہ) کا اِرشاد مبارک ہے"۔ **سَيِّدًا وَّحَصُوْرًا** اور اُن کی شرم گاہ کپڑے کے پلو کی طرح ہے وہ اُنگلیوں سے اِشارہ فرماتے"۔ **وَنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ**o اور نبی (علیہ السلام) خاصوں میں سے ہیں"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **كُلُّ ابْنِ آدَمَ يَلْقَى اللّٰهَ بِذَنْبٍ قَدْ اَذْنَبَهٗ يُعَذِّبُهٗ عَلَيْهِ اِنْ شَآءَ اَوْيَرْحَمُهٗ اِلَّا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا فَاِنَّهٗ كَانَ (سَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ) ثُمَّ اَهْوَى النَّبِيُّ اِلٰى قَذَاةٍ مِنَ الْاَرْضِ فَاَخَذَهَا وَقَالَ كَانَ ذَكَرُهٗ مِثْلَ هٰذِهِ الْقَذَاةِ ۲۴** "ہر اِنسان اللہ (عزوجل) سے گناہ کی حالت میں ملے گا۔ ۲۵ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اُسے سزا دے گا چاہے گا تو اُسے معاف فرمائے گا۔ مگر (حضرت) یحییٰ (علیہ السلام) بن زکریا (علیہ السلام) کیونکہ وہ سیّد، حصور اور صالح نبی تھے۔ پھر نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم زمین سے ایک تنکہ کی طرف متوجہ ہوئے اُسے اُٹھایا اور فرمایا: اُن کی شرم گاہ اس تنکے جیسی تھی"۔

---

۱۷ ابن جریر جلد ۳ ص ۲۵۳، در منثور جلد ۲ ص ۱۸۹۔ ۱۸ خزائن العرفان زیر آیت حاشیہ نمبر ۸۰۔ ۱۹ در منثور جلد ۲ ص ۱۸۹، ابن جریر جلد ۳ ص ۲۵۴، تفسیر مظہر جلد ۲ ص ۴۵۔ ۲۰ تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۴۵۔ تفسیر ابن جریر جلد ۳ ص ۲۵۴۔ ۲۵۳۔ ۲۱ تفسیر جریر جلد ۳ ص ۲۵۴۔ ۲۵۳، در منثور جلد ۲ ص ۱۹۰، ۱۸۹۔ ۲۲ مظہری جلد ۲ ص ۴۵۔ ۲۳ در منثور جلد ۲ ص ۱۹۰، مظہری جلد ۲ ص ۴۵، ابن جریر جلد ۳ ص ۲۵۵، ابن ابی حاتم جلد ۲ ص ۱۴۲۔ ۲۴ در منثور جلد ۲ ص ۱۹۰، ابن ابی حاتم جلد ۲ ص ۱۴۳، مظہری جلد ۲ ص ۴۵۔ ۲۵ یہ تمام انسانوں کی بات ہے انبیاء کرام علیہم السلام اِس میں شامل نہیں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَرْبَعَةٌ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاٰمَنَتِ الْمَلَآئِكَةُ رَجُلٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ ذَكَرًا فَاَنَّثَ نَفْسَهُ وَتَشَبَّهَ بِالنِّسَآءِ، وَامْرَاَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ اُنْثٰى فَتَذَكَّرَتْ وَتَشَبَّهَتْ بِالرِّجَالِ وَالَّذِىْ يُضِلُّ الْاَعْمٰى وَرَجُلٌ حَصُوْرٌ وَلَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ حَصُوْرًا اِلَّا يَحْيٰى بْنَ زَكَرِيَا ۲۶ ''چار آدمیوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے۔'' (۱) وہ آدمی جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے مذکر پیدا کیا تو اُس نے اپنے آپ کو مؤنث بنایا اور عورتوں کی مشابہت اختیار کی۔ (۲) وہ عورت جسے اللہ (عزوجل) نے مؤنث بنایا تو اُس نے اپنے آپ کو مذکر پیش کیا اور مردوں کی مشابہت اختیار کی۔ (۳) وہ شخص جو نابینا آدمی کو غلط راستے پر لگائے۔ (۴) جو مرد حصور بنے اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) نے صرف حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حصور بنایا ہے''۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِىَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِىْ عَاقِرٌ ط عرض کیا اے میرے ربّ (کریم)! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا؟ مجھے تو بڑھاپا پہنچ چکا ہے اور میری عورت بانجھ ہو چکی ہے''۔

حضرت امام ابن جریر علیہ الرحمہ نے حضرت عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس شیطان آیا فَاَرَادَ اَنْ يُّكَدِّرَ عَلَيْهِ نِعْمَةَ رَبِّهٖ فَقَالَ! هَلْ تَدْرِىْ مَنْ نَادَاكَ؟ قَالَ نَعَمْ! نَادَتْنِىْ مَلَآئِكَةُ رَبِّىْ. قَالَ: بَلْ ذٰلِكَ الشَّيْطَانُ لَوْ كَانَ هٰذَا مِنْ رَّبِّكَ لَا خْفَاهُ اِلَيْكَ كَمَا اَخْفَيْتَ نِدَاءَكَ ۲۷ ''اُس نے اِرادہ کیا کہ آپ پر اللہ (عزوجل) کی نعمت کو مکدر کردے۔ اُس نے پوچھا، کیا آپ جانتے ہیں آپ کو کس نے ندا کی تھی؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں میں جانتا ہوں میرے رب کے فرشتوں نے ندا کی تھی۔ تو شیطان نے کہا یہ تو شیطان کی جانب سے تھی۔ اگر یہ ندا تیرے رب کی جانب سے ہوتی تو وہ اپنی ندا کو مخفی رکھتا جس طرح تو نے اپنی ندا کو مخفی رکھا تھا''۔ (تو اس وجہ سے حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے! رب (کریم) میرے لئے کوئی نشانی بنادے''۔

قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝ فرمایا اللہ (عزوجل) یونہی کرتا ہے جو چاہتا ہے بڑھاپے میں فرزند عطا کرنا اُس کی قدرت سے بعید نہیں۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّىْ اٰيَةً ''عرض کیا اے میرے ربّ (کریم)! میرے لئے کوئی نشانی کردے''۔ جس سے میری بیوی کے حمل کا وقت معلوم ہوتا ہوتا کہ میں اور زیادہ عبادت اور شکر میں مصروف رہوں۔

قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ط ''فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تین دن تو لوگوں سے بات نہ کرے گا مگر اشارے سے''۔

چنانچہ اَیسا ہی ہوا کہ لوگوں سے بات کرنے سے زبان تین دن تک بند رہی اور تسبیح و ذکر پر آپ قادر رہے۔ یہ ایک عظیم معجزہ ہے کہ جسم میں جوارح صحیح وسالم ہوں اور زبان سے تسبیح وتقدس کے کلمات ادا ہوتے رہیں مگر لوگوں کے ساتھ گفتگو نہ ہو سکے اور یہ علامت اِس لئے مقرر کی گئی کہ اِس نعمت عظیمہ کے اَدائے حق میں زبان ذکر وشکر کے سوا اور کسی بات میں مشغول نہ ہو''۔ ۲۸

اِلَّا رَمْزًا = مگر اشارہ سے''۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اَلْاِشَارَةُ بِالْيَدِ وَالْوَحْىُ بِالرَّاْسِ ۲۹ اِس کا معنی ہاتھ اور سر سے اِشارہ کرنا ہے۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا اور ''اپنے ربّ (کریم) کو کثرت سے یاد کرو''۔

---

۲۶ در منثور جلد ۲ ص ۱۹۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۴۲، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۰۳، الترغیب والترہیب جلد نمبر ۳ ص ۱۰۵، کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۹۸۱۔ ۲۷ ابن جریر جلد ۳ ص ۲۵۷، در منثور جلد ۲ ص ۱۹۱۔ ۲۸ تفسیر خزائن العرفان حاشیہ نمبر ۸۶۔ ۲۹ در منثور جلد ۲ ص ۱۹۲۔

درس حدیث شریف

اِسلام آباد سے انٹرنیٹ پر پوری دُنیا میں نشر ہوا۔

از قلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنْ یَوْمٍ یُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّا مَلَكَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَیَقُوْلُ الْاٰخَرُ: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا. ۱

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادِ مبارک فرمایا: کوئی دِن اَیسا نہیں گزرتا جس میں آسمان سے دو فرشتے نہ اُترتے ہوں۔ اُن میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ (جل جلالک) خرچ کرنے والے کو اُس کا نعم البدل عطا فرما۔ دوسرا کہتا ہے: اے اللہ (جل جلالک) مال کو روکنے والے کے مال کو تلف فرمادے''۔

اِس حدیثِ مبارکہ میں مال خرچ کرنے کی فضیلت اور مال کو روک کر رکھنے اور جمع کرنے کی مذمت بیان ہوئی ہے۔ فرشتوں کی دُعا کی قبولیت میں کیا شک ہوسکتا ہے۔ نیز یہ روزمرہ زندگی کا مشاہدہ بھی ہے کہ جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرتے ہیں اُن کے مال میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، بلکہ خرچ کرنے سے اُن کا مال بڑھتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اُس میں برکت ڈالتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس جو مال کو چھپا کر رکھتے ہیں اور ہمیشہ زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی دَوڑ میں مصروف رہتے ہیں، اُن کی زندگی نہ صرف اَجیرن ہوجاتی ہے بلکہ وہ ہمیشہ ایک دائمی عذاب میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور اَمن وچین ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اُن کی زندگی سے رخصت ہوجاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْفِقْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَیْكَ** ۲ ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرماتا ہے: اے آدم (علیہ السلام) کے بیٹے خرچ کرتا کہ میں تجھ پر خرچ کروں''۔

سبحان اللہ! کیسی نظرِ کرم ہے۔ مقصد یہ کہ اے اِنسان ختم ہونے اور مٹنے والا مال میری راہ میں دے۔ میں تجھے اِس سے کہیں زیادہ مال بھی دوں گا اور نہ مٹنے والا ثواب بھی۔ جس فانی چیز کو اللہ تبارک وتعالیٰ قبول فرمالے وہ باقی ہوجاتی ہے۔

مَا عِنْدَكُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ.... ط (النحل:۹۶) ''جو تمہارے پاس ہے، سب فانی ہے اور جو اللہ عزوجل کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا''۔

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: **یَا ابْنَ اٰدَمَ تَبْذُلُ الْفَضْلَ خَیْرٌ لَّكَ وَاِنْ تُمْسِكْهُ شَرٌّ لَّكَ وَلَا تُلَامُ عَلٰی كَفَافٍ وَ ابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ** ۳ ''اے آدم (علیہ السلام) کے بیٹے! اگر تو زائد مال خرچ کر دے تو وہ تیرے لئے بہتر ہے اور اگر اُس میں بخل وکنجوسی کرے گا تو وہ تیرے لئے بُرا ہے اور بقدرِ ضرورت پاس رکھنے پر تیری کوئی ملامت نہ کی جائے گی اور خرچ کی اِبتداء اپنے عیال سے کر''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَثَلُ الْبَخِیْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ اَیْدِیْهِمَا اِلٰی ثُدِیِّهِمَا وَ تَرَاقِیْهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ وَجَعَلَ الْبَخِیْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ**

---

۱ بخاری حدیث نمبر ۱۴۱۹، ۲۶۸۴، مسلم حدیث نمبر (۳۷۔۹۹۳) شرح السنۃ جلد ۳ ص ۴۱۳، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۱۸۷، کنز العمال حدیث نمبر ۱۶۰۱۶۔۱۹۸۵، قرطبی جلد ۱ جز ۱ حدیث نمبر ۲۵۳۔ ۲ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۶۲، بخاری حدیث نمبر ۵۳۵۲، مسلم حدیث نمبر ۹۹۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۴۲، مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۱۸۔ ۳ مشکوٰۃ ص ۱۶۴۔ ۴ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۶۳، مسلم حدیث نمبر ۱۰۳۶، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۶۹۲، مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۱۸۔

قَلَصَتْ وَاَخَذَتْ کُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا ۵ ”بخیل اور صدقہ کرنے والے کا حال اور قصہ اُن دو اَشخاص کی طرح ہے۔ جن پر لوہے کی دو زرہیں ہوں۔ جنہوں نے اُن کے دونوں ہاتھ اُن کے سینوں اور گلے کی ہڈیوں کے ساتھ باندھ رکھے ہوں۔ اُن میں سے ایک نے تو صدقہ کرنا شروع کیا‘ جیسے جیسے وہ صدقہ کرتا گیا اُسی قدر اُس کی زرہ ڈھیلی اور فراخ ہوتی گئی اور دوسرے نے یعنی بخیل نے جب صدقہ کا اِرادہ کیا تو وہ زرہ اِس پر تنگ ہوتی گئی اور اِس کا ہر حلقہ اپنی اپنی جگہ اور مضبوط ہوتا گیا“۔

اِس مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ سخی جب صدقے کا اِرادہ کرتا ہے تو اُس کے لئے اُس کا سینہ فراخ و کشادہ ہو جاتا ہے اور اُس کے ہاتھ اُس کی موافقت و اِطاعت اختیار کرتے ہوئے۔ عطاء وسخاوت کرنے کی طرف دراز ہو جاتے ہیں۔ اِس کے برعکس بخیل کا سینہ صدقے کے اِرادے سے ہی تنگ ہونے لگتا ہے اُس کے ہاتھ دراز ہونے کے بجائے تنگ ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں‘ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمٰتٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَآءَ هُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ** ۶ ”ظلم کرنے سے بچو بے شک ظلم کرنے والے کا ظلم روزِ قیامت تاریکیاں بن کر سامنے آئے گا اور کنجوسی سے بچو کیونکہ کنجوسی نے ہی تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک وتباہ کیا۔ کنجوسی نے لوگوں کو خونریزی پر آمادہ کیا اور اِسی وجہ سے اللہ (عزوجل) کی حرام کردہ چیزوں کو اُنہوں نے حلال گردان لیا“۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں: **قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا؟ قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ** ۷ ”ایک شخص نے عرض کیا‘ یا رسولَ اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) بڑے اَجر وثواب والا صدقہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا اِس حال میں صدقہ کرنا کہ تو صحیح وتندرست ہو اور یہ کہ تیرے اَندر مال کی حرص موجود ہو اور دولت مند بننے کا اُمیدوار ہو‘ تجھے فقر و محتاجی کا ڈر ہو۔ صدقہ کرنے میں اُس حالت تک دیر اور توقف نہ کر یہاں تک کہ تیری جان گلے میں آ پہنچے اور اُس وقت تو کہنے لگے فلاں کے لئے اِتنا مال فلاں کے لئے اِتنا مال‘ کہ اَب تو وہ فلاں کے لئے ہو گیا“۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں‘ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اَلسَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ** ۸ ”سخی اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے قریب‘ جنت کے قریب اور لوگوں کے قریب ہوتا ہے اور (دوزخ کی) آگ سے دُور ہوتا ہے (اِس کے برعکس) بخیل اِنسان‘ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے دُور‘ جنت سے دُور‘ لوگوں سے دُور اور دوزخ کی آگ کے قریب ہوتا ہے۔ اور جاہل سخی‘ بخیل عابد سے اللہ (عزوجل) کو زیادہ پیارا ہے“۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ فرماتے ہیں‘ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **لَاَنْ يَّتَصَدَّقَ الْمَرْءُ فِيْ حَيٰوتِهٖ بِدِرْهَمٍ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِمِائَةٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ** ۹ ”بندے کا اپنی زندگی میں ایک درہم

۵ مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۱۹‘ بخاری حدیث نمبر ۱۴۴۳‘ مسلم حدیث نمبر ۱۰۲۱‘ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۸۹۔ ۶ مسلم حدیث نمبر ۲۵۷۸‘ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۲۳‘ مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۲۰۔ ۷ بخاری حدیث نمبر ۱۴۱۹‘ مسلم حدیث نمبر ۱۰۳۲‘ نسائی حدیث نمبر ۲۵۴۲‘ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۳۱‘ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۶۷‘ مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۲۱۔ ۸ بخاری حدیث نمبر ۱۹۶۱‘ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۶۹‘ مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۲۳۔ ۹ ابوداؤد حدیث نمبر ۲۸۶۶‘ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۷۰‘ مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۲۴۔

صدقہ کرنا' موت کے وقت سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے''۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **مَثَلُ الَّذِیْ یَتَصَدَّقُ عِنْدَ مَوْتِہٖ اَوْ یُعْتِقُ کَالَّذِیْ یُھْدِیْ اِذَا شَبِعَ** ۱۰ ''اُس شخص کی مثال جو موت کے وقت صدقہ کرتا ہے یا غلام آزاد کرتا ہے' اُس شخص سی ہے جس نے پہلے خود سیر ہو کر کھا لیا پھر باقی کھانا کسی کو ہدیہ کر دیا''۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **خَصْلَتَانِ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ** ۱۱ ''دو عادتیں ایسی ہیں کہ مومن میں بیک وقت جمع نہیں ہوتیں۔ بخل اور بد خلقی''۔

خلیفۃ الرسول حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ خَبٌّ وَّلَا بَخِیْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ** ۱۲ ''فریبی اور بخیل اور احسان جتلانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **شَرُّ مَا فِی الرَّجُلِ شُحٌّ ھَالِعٌ وَّ جُبْنٌ خَالِعٌ** ۱۳ ''مرد میں بدترین عادتیں جو ہو سکتی ہیں وہ یہ ہیں۔ انتہائی بے صبری میں مبتلا کرنے والا بخل اور جان نکال لینے والی بزدلی''۔

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِشَرِّ النَّاسِ مَنْزِلًا قِیْلَ نَعَمْ قَالَ الَّذِیْ یُسْئَلُ بِاللّٰہِ وَلَا یُعْطِیْ بِہٖ** ۱۴ ''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں وہ شخص جو رُتبہ کے اِعتبار سے بہت بُرا ہے۔ وہ کون ہے؟ عرض کیا گیا' جی ہاں! (فرمائیں) آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جس سے اللہ (عزوجل) کے نام پر سوال کیا جائے مگر وہ اُس کے نام پر بھی نہ دے''۔

حضرت اُمّ بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' میں نے عرض کیا: **یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْمِسْکِیْنَ لَیَقِفُ عَلٰی بَابِیْ حَتّٰی اَسْتَحْیِ فَلَا اَجِدُ فِیْ بَیْتِیْ مَا اَدْفَعُ فِیْ یَدِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِدْفَعِیْ فِیْ یَدِہٖ وَلَوْ ظِلْفًا مُّحْرَقًا** ۱۵ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مسکین میرے دروازے پر آ کر کھڑا ہوتا ہے یہاں تک کہ مجھے شرم آ جاتی ہے اور میرے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جو میں اُس کے ہاتھ میں دے دیا کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُس کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ دے دیا کر اگرچہ گائے یا بکری کا جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اَلسَّخَاءُ شَجَرَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ فَمَنْ کَانَ سَخِیًّا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْھَا فَلَمْ یَتْرُکْہُ الْغُصْنُ حَتّٰی یُدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ وَالشُّحُّ شَجَرَۃٌ فِی النَّارِ فَمَنْ کَانَ شَحِیْحًا اَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْھَا فَلَمْ یَتْرُکْہُ الْغُصْنُ حَتّٰی یُدْخِلَہُ النَّارَ** ۱۶ ''سخاوت جنت میں ایک درخت ہے جو شخص سخی ہوتا ہے وہ اُس درخت کی شاخ پکڑ لیتا ہے۔ تو وہ شاخ اُسے نہیں چھوڑتی یہاں تک کہ اُسے جنت میں داخل کر دیتی ہے۔ اور (اِس کے برعکس) بخل و کنجوسی دوزخ میں ایک درخت ہے تو جو شخص بخیل ہوتا ہے وہ اُس درخت کی شاخ کو پکڑتا ہے۔ وہ شاخ

---

۱۰ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۹۶۸' ترمذی حدیث نمبر ۲۱۲۳' نسائی جلد ۲ص ۳۶۱۴' دارمی حدیث نمبر ۳۲۲۶' مسند احمد جلد ۵ص ۱۹۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۷۱' مرقاۃ جلد ۴ص ۳۲۴۔ ۱۱ ترمذی حدیث نمبر ۱۹۶۲' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۷۲' مرقاۃ جلد ۴ص ۳۲۵۔ ۱۲ ترمذی حدیث نمبر ۱۹۶۳' مسند احمد جلد ۱ص ۷' مرقاۃ جلد ۴ص ۳۲۵' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۷۳۔ ۱۳ مسند احمد جلد ۲ص ۳۰۲' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۷۴' مرقاۃ جلد ۴ص ۳۲۵' ابوداؤد حدیث نمبر ۲۵۱۱۔ ۱۴ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۸۱' مرقاۃ جلد ۴ص ۳۳۵' نسائی حدیث نمبر ۲۵۶۹' دارمی حدیث نمبر ۲۳۹۵۔ ۱۵ ابوداؤد حدیث نمبر ۱۶۶۷' ترمذی حدیث نمبر ۶۶۵' نسائی حدیث نمبر ۲۵۷۴' مسند احمد جلد ۶ص ۳۸۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۷۹' مرقاۃ جلد ۴ص ۳۳۳۔ ۱۶ بیہقی فی شعب الایمان حدیث نمبر ۱۰۸۷۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۸۶' مرقاۃ جلد ۴ص ۳۳۷۔

اُسے نہیں چھوڑتی یہاں تک کہ اُسے دوزخ میں داخل کر دیتی ہے"۔

اِن اَحادیثِ مبارکہ کے بیان کرنے کا مقصد ہے کہ اپنا مال اچھی جگہ خرچ کرنا چاہیے، جس میں دُنیا اور آخرت کی بھلائی اور فائدہ حاصل ہو۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ مال عطا فرمائے تو اُسے شیطانی کاموں میں خرچ نہیں کرنا چاہیے۔ فضول خرچی سے بچنا چاہیے۔ ربِّ ذوالجلال والاکرام نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے۔ **اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ** (بنی اسرائیل۔۲۷) "بے شک فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں"۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیئے ہوئے مال کی قدر کرتے ہوئے اُسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے گھبرانا نہیں چاہیئے، اِس سلسلہ میں یقین کامل اور ایمان کی پختگی کے ساتھ سرکارِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِرشاداتِ مبارکہ پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ** ۷؎ "خیرات مال کم نہیں کرتی اور اللہ (جل جلالہ) معافی کی وجہ سے بندے کی عزت بڑھاتا ہے اور کوئی شخص جب اللہ (عزوجل) کے لئے اِنکساری کرتا ہے تو اللہ (عزوجل) اُسے بلندی عطا فرماتا ہے"۔

یہ حقیقت ہے کہ صدقہ وخیرات کرنے والے کا مال اور زکوٰۃ ہر سال بڑھتا رہتا ہے۔ تجربہ ہے کہ جو کسان کھیت میں بیج پھینک آتا ہے بظاہر اُس کی بوریاں خالی ہو جاتی ہیں۔ مگر حقیقتاً مع اِضافے کے بھر لیتا ہے۔ گھر میں رکھی بوری چوہے اور کیڑے وغیرہ اور آفات وبلیات سے ضائع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جس مال کا صدقہ نکلتا رہے اور اُس میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں خرچ ہوتا رہے تو انشاء اللہ مال بڑھے گا۔

قرآن مجید میں اِنفاق فی سبیل اللہ کی روح پرور مثال بیان ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: **مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝** (سورۃ البقرۃ: ۲۶۱) "اُن کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے سات بالیں اُگائیں ہر بال میں سو دانے ہیں اور اللہ اِس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے"۔

جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ قلبِ سلیم عطا فرمائے وہ عظیم اور کامیاب اِنسان ہے۔ قلبِ سلیم والا بندۂ مومن رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ہر ہر اِرشادِ مبارک کو اپنی حیاتِ جاودانی کے لئے لازمی جانتا ہے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو جامع کلامی کا اِعجاز حاصل ہے۔ تھوڑے کلمات میں وسیع مضمون فرما دیتے ہیں۔ آیئے آپ ﷺ کے اِس فرمانِ عالی شان پر غور کرتے ہیں۔ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، تندرستی کو بیماری سے پہلے، تونگری کو فقیری سے پہلے، فراغت کو مشغول ہونے سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔ کیسے خوبصورت اور روح پرور فرمودات ہیں، خوشیاں اور اُمیدیں عطا کر رہے ہیں، آنے والے وقت کی حقیقت سے آگاہ کر رہے ہیں۔ کاش! ہم اپنے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں پر عمل کریں۔ وقتی مصلحتوں، بناوٹی فلسفوں اور من گھڑت فکروں سے نجات پائیں اور دُنیا میں صحیح مسلمان بن کر اِسلام کی عظمت کو چار چاند لگائیں۔ آمین **وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ** ﷺ۔

۷؎ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۹۱۳' ابوداؤد حدیث نمبر ۱۶۸۲' الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۱۷۔ ۸؎ ترمذی حدیث ۲۴۸۴' الترغیب والترہیب جلد ۳ ۱۱۶۰۰۳' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۹۲۰' کنزالعمال حدیث نمبر ۱۶۰۷۳۔

حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام

ماخوذ از: تفسیر مظہری
حضرت قاضی محمد ثناء اللہ امرتسری علیہ الرحمہ

حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کے بعد ہوئی۔ آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم سے دُعا کی تھی اور عرض کیا تھا:

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ۱؎ "اے میرے رب! مجھے کوئی ایسا بچہ عنایت فرما جو نیکوں میں سے ہو"۔

حضرت مقاتل علیہ الرحمہ کا بیان ہے' ارضِ مقدس (شام) میں آنے کے بعد حضرت سیّدنا ابراہیم (علیہ السلام) نے بیٹے کی دُعا کی تھی۔ تو اللہ عزوجل فرماتا ہے:

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝ ۲؎ "سو ہم نے اُن کو ایک حلیم المزاج لڑکے کی بشارت دی"۔

حلیم' بردبار اور عقلمند کو کہتے ہیں ۳؎ غلام حلیم سے مراد ہیں حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام۔ یہی قول صحیح ہے' حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عالیٰ عنہما' کا یہی قول ہے۔ حضرت سعید بن مسیب' حضرت شعبی' حضرت حسن بصری' حضرت مجاہد' حضرت ربیع بن انس' حضرت محمد بن کعب قرظی اور حضرت کلبی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی قول مختار ہے۔ حضرت عطا علیہ الرحمہ اور حضرت یوسف بن مالک علیہ الرحمہ کی روایت سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول آیا ہے کہ جس کی جگہ (غیبی مینڈھے کی) قربانی کی گئی تھی وہ حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام ہی تھے۔

حضرت واقدی علیہ الرحمہ' حضرت ابن عساکر علیہ الرحمہ نے بطریق حضرت عامر بن سعید علیہ الرحمہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت سارہ سلام اللہ علیہا' حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی تھیں۔ مدت کے بعد آپ کے بطن سے حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جس سے حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رشک پیدا ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت اسماعیل علیہ السلام اور اُن کی والدہ کو لے کر مکہ مکرمہ پہنچے۔ اُس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام دُودھ پیتے تھے۔

یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس لڑکے کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا' وہ حضرت اسحٰق علیہ السلام تھے لیکن یہ سراسر غلط ہے۔

حضرت امام بغوی علیہ الرحمہ نے حضرت محمد بن قرظی علیہ الرحمہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے ایک یہودی عالم سے (جو بعد میں مسلمان اور اچھے مسلمان ہو گئے تھے) دریافت کیا۔ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے کس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا؟ یہودی عالم نے کہا حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو' پھر کہا' امیر المؤمنین! یہودی اِس بات کو جانتے ہیں' لیکن اے قوم عرب! یہودیوں کو اِس بات میں حسد ہوتا ہے کہ وہ تمہارے باپ کو ذبیح اللہ مانیں۔ اِسی لیے وہ کہتے ہیں کہ جس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا' وہ حضرت سیّدنا اسحاق علیہ السلام تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبیح اللہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ وہ مینڈھا جس کی قربانی کی گئی تھی اُس کے دونوں سینگ کعبہ کے اندر آویختہ تھے جو اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قبضہ میں تھے۔

حضرت سعید بن منصور علیہ الرحمہ اور حضرت بیہقی علیہ الرحمہ نے سنن میں بنی سلیم کی ایک عورت کے حوالے سے حضرت طلحہ بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیان نقل کیا ہے کہ اُس مینڈھے کے دونوں سینگ کعبہ میں لٹکے ہوئے تھے۔

حضرت بغوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ حضرت شعبی علیہ الرحمہ نے کہا' میں نے دونوں سینگ کعبہ سے وابستہ دیکھے تھے۔ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' شروع اِسلام میں مینڈھے کا سر مع سینگوں کے معلق تھا اور میزابِ کعبہ خشک تھا'

۱؎ والصفت: ۱۰۰۔ ۲؎ والصفت: ۱۰۱۔ ۳؎ قاموس۔

حضرت اصمعی علیہ الرحمہ کا بیان ہے، میں نے حضرت ابو عمرو بن علاء علیہ الرحمہ سے پوچھا ذبیح اللہ، حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام تھے یا حضرت سیّدنا اسحٰق علیہ السلام حضرت ابو عمرو علیہ الرحمہ نے کہا: حضرت اصمعی (علیہ الرحمہ) تمہاری عقل کہاں چلی گئی، حضرت سیّدنا اسحاق علیہ السلام مکہ مکرمہ میں کب تھے، حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام نے ہی تو اپنے باپ کے ساتھ مل کر کعبہ بنایا تھا۔

بالاجماع ثابت ہے کہ شام کو ہجرت کرنے کے بعد حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا اوّل ترین ولد حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام ہی تھے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ ۴ پھر وہ لڑکا جب ایسی عمر کو پہنچا کہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پھرنے لگا۔

قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ ۵ (حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے) کہا میرے پیارے بیٹے! میں خواب میں دیکھ رہا تھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں"۔ ممکن ہے کہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا ہو کہ میں بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایسا خواب دیکھا ہو جس کی تعبیر ہو بیٹے کو ذبح کرنا۔

حضرت محمد بن اسحاق علیہ الرحمہ نے بیان کیا: جب حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام حضرت بی بی ہاجرہ سلام اللہ علیہا اور حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کے پاس جانا چاہتے تھے تو براق پر سوار ہو کر صبح کو ملک شام سے روانہ ہوتے اور دوپہر کو مکہ مکرمہ میں پہنچ کر قیلولہ فرماتے۔ پھر جب مکہ مکرمہ سے واپس آتے تو دوپہر کے بعد چل کر شام کو ملک شام میں پہنچ جاتے اور یہیں رات گذارتے تھے، جب حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام بڑے ہو گئے اور حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی جو آرزو حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام سے وابستہ تھی کہ اپنے رب کی عبادت اور حرماتِ الٰہیہ کی تعظیم کریں گے، اُس کے پورا ہونے کی اُمید ہو گئی تو خواب میں آپ کو حکم دیا گیا کہ حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر دو۔ اِس حکم کی صورت یہ ہوئی کہ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کی شب میں آپ نے خواب دیکھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ صبح کو اُٹھے تو سوچ میں پڑ گئے (کہ کیا یہ حکم خداوندی تھا) صبح سے شام تک اِسی سوچ میں رہے، اِسی لئے ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو یوم الترویہ (سوچ کا دِن) کہا جاتا ہے۔ جب شام ہو گئی اور آپ سو گئے تو دوسری بار بھی آپ نے وہی پہلا خواب دیکھا۔ جب صبح اُٹھے تو پہچان گئے کہ یہ خواب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے اِسی لئے اِس (نویں) تاریخ کو عرفہ (پہچاننے کا دِن) کہا جاتا ہے۔

حضرت بغوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام سے کہا چلو، اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے قربانی کریں گے۔ حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام رسی اور چھری لے کر حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چل دیئے۔ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اُن کو پہاڑوں میں لے گئے، پہاڑوں میں پہنچ کر بیٹے نے پوچھا: ابا جان آپ کی قربانی کا جانور کہاں ہے؟ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا، میرے پیارے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے (اللہ کی راہ میں) قربان کر رہا ہوں۔

فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ط "سو تم بھی سوچ لو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟"

لیعنی تیری رائے کیا ہے، لفظ ترٰی رائے سے ماخوذ ہے، رویت سے ماخوذ نہیں ہے۔ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے سے اُس کی رائے اِس لئے دریافت کی کہ آپ کو بیٹے کے صبر اور اِطاعت اَمر اللہ پر عزیمت کا اِمتحان لینا تھا۔

قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ز حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام نے کہا اے میرے والد گرامی! جو حکم آپ کو ملا ہے

---

۴ والصّٰفّٰت: ۱۰۱۔ ۵ والصّٰفّٰت: ۱۰۱۔

اُس کی تعمیل کیجئے۔ یہ آیتِ پاک دَلالت کر رہی ہے کہ اَنبیاء کرام علیہم السلام کا خواب بھی وحی من اللہ ہوتا ہے۔ جس کی تعمیل واجب ہے۔ حضرت عبد بن حمید علیہ الرحمہ نے حضرت قتادہ علیہ الرحمہ کا قول نقل کیا ہے کہ اَنبیاء کرام علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے۔ حضرت اِمام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور حضرت اِمام مسلم علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور حضرت اِمام احمد وابن ماجہ نے حضرت ابورزین رحمہم اللہ تعالیٰ کی روایت سے اور حضرت اِمام طبرانی علیہ الرحمہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت سے بیان کیا ہے کہ نیک خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ○

''انشاءاللہ آپ مجھے (ذبح ہونے پر) ضرور صابر پائیں گے''۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا ''غرض دونوں نے خدا کے حکم کو تسلیم کر لیا''۔ یعنی دونوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کو مان لیا اور اَمر خداوندی کے سامنے جھک گئے' قتادہ نے کہا: (اَسْلَمَ کا معنی ہے سپرد کر دیا یعنی) حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو اور حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام نے اپنی جان کو سپرد کر دیا۔

وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ○ ''اور (باپ نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے) کروٹ پر لٹایا''۔

اور حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو زمین پر بچھا دیا (یعنی لٹا دیا) پیشانی کے بل۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اِس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ کروٹ سے لٹا دیا' پیشانی دونوں پہلوؤں کے درمیان رہی' یہ واقعہ مِنیٰ میں صخرہ کے پاس ہوا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف اِس قول کی نسبت حضرت عبد بن حمید' حضرت ابن المنذر' حضرت ابن ابی حاتم اور حضرت حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے کی ہے' حضرت بغوی علیہ الرحمہ نے حضرت عطاء بن سائب علیہ الرحمہ کی روایت سے کسی قریشی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ واقعہ اِسی قربان گاہ میں ہوا جو آج بھی قربان گاہ ہے۔

حضرت بغوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے اہل روایت کا بیان ہے کہ حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والدِ گرامی سے عرض کیا' اے میرے والدِ گرامی میرے بندھن کس کر باندھنا تاکہ میں تڑپ نہ سکوں اور اپنے کپڑے میری طرف سے سمیٹے رکھنا تاکہ میرا خون اُچھل کر آپ کے کپڑوں پر نہ پڑ جائے اور میرے اَجر میں کمی نہ آ جائے اور اِس خون کو دیکھ کر میری والدہ محترمہ رنجیدہ نہ ہو جائے اور چھری کو تیز کر لینا اور میرے حلق پر تیزی سے چلا دینا تاکہ میرے لئے دشواری نہ ہو' کیونکہ موت سخت چیز ہے۔ آپ جب میری والدہ محترمہ کے پاس جائیں تو اُن کو میرا سلام کہنا۔ اور اگر آپ میرا کرتہ میری والدہ محترمہ کے پاس واپس لے جانا چاہتے ہوں تو لے جائیں' اِس سے اُن کو بڑی تسلی ہو گی۔ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: میرے پیارے بیٹے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لئے تو میرا بہت اچھا مددگار ہے۔ پھر بیٹے نے جو کچھ کہا تھا' باپ نے ویسا ہی کیا۔ اوّل بیٹے کو پیار کیا' پھر باندھ دیا اور رونے لگے' پھر حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کے حلق پر چھری رکھ دی لیکن چھری سے حلق پر نشان بھی نہ پڑا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حلق پر چھری تیزی سے چلانے لگے' لیکن چھری کچھ کاٹ نہ سکی آپ نے چھری کو دو تین بار پتھر سے تیز کیا لیکن چھری (کچھ بھی) نہ کاٹ سکی۔

حضرت ابن جریر اور حضرت ابن ابی حاتم علیہما الرحمہ نے حضرت سدی علیہ الرحمہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے قوت کے ساتھ کئی بار حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کے حلق پر چھری چلائی لیکن چھری نے (کچھ بھی) نہیں کاٹا' حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کے حلق پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے تانبے کی تختی لگا دی (جس پر چھری کا کوئی اثر نہیں ہوا)۔ اہل

روایت نے بیان کیا ہے کہ حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام نے حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے اُس وقت عرض کیا' اے میرے والدِ گرامی مجھے اُلٹا کر دو۔ آپ کی نظر میرے چہرہ پر پڑے گی تو آپ کو پیار آجائے گا اور آپ کے دِل میں رقت پیدا ہو جائے گی جو حکم کی تعمیل میں رکاوٹ پیدا کر دے گی اور چھری پر میری نظر نہ پڑے گی یہ نہ ہو کہ بیتابی اور بیقراری میرے اندر پیدا ہو جائے گی۔ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اَیسا ہی کیا اور جب گردن پر چھری رکھی تو چھری (کی دھار) ٹوٹ گئی۔

حضرت عبد بن حمید' حضرت ابن المنذر اور حضرت ابن ابی حاتم علیہم الرحمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف اور حضرت عبد بن حمید' حضرت ابن جریر' حضرت ابن المنذر' اور حضرت ابن ابی حاتم علیہم الرحمہ نے حضرت مجاہد علیہ الرحمہ کی طرف بھی اِس قول کی نسبت کی ہے کہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو منہ کے بل لٹایا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار کا قول اور حضرت محمد بن اسحاق علیہ الرحمہ نے اپنے رواۃ کے حوالے سے بیان کیا کہ جب حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا اِرادہ کر لیا تو شیطان نے کہا اگر میں اِس وقت حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے گھر والوں کو نہ بہکا سکا تو پھر کبھی اُن کی اَولاد میں سے کسی کو نہ بہکا سکوں گا۔ یہ اِرادہ کر کے وہ مرد کی شکل میں لڑکے کی والدہ محترمہ (حضرت ہاجرہ سلام اللہ علیہا) کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کیا تم کو معلوم ہے کہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام تمہارے بیٹے کو کہاں لے گئے ہیں؟ والدہ محترمہ نے فرمایا دونوں اُس گھاٹی سے لکڑیاں لینے گئے ہیں۔ شیطان نے کہا نہیں خدا کی قسم اَیسا نہیں ہے بلکہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے لے گئے ہیں۔ والدہ محترمہ نے کہا اَیسا نہیں ہو سکتا۔ وہ تو بیٹے سے بہت پیار کرتے ہیں اور اُن کے دِل میں بیٹے کی بڑی محبت ہے۔ شیطان نے کہا وہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے' والدہ محترمہ نے فرمایا اگر اُن کے رب نے یہ حکم دیا ہے تو حکم رب کی اِطاعت کرنی ہی بہتر ہے۔ شیطان یہاں سے (مایوس ہو کر) بیٹے کے پاس پہنچا' بیٹا اُس وقت باپ کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا' شیطان نے اُس سے کہا لڑکے تم جانتے ہو کہ تمہارا باپ تم کو کہاں لے کر جا رہا ہے؟ لڑکے نے کہا' ہم گھر کے لئے ایندھن کی لکڑیاں اُس گھاٹی سے لینے جا رہے ہیں' شیطان نے کہا نہیں خدا کی قسم اُن کا مقصد یہ نہیں' بلکہ وہ تم کو ذبح کرنا چاہتا ہے' لڑکے نے کہا کیوں؟ شیطان نے کہا اُن کا خیال ہے کہ اُن کے رب نے اُن کو اِس بات کا حکم دیا ہے' لڑکے نے کہا اَیسا ہے تو اُن کو اپنے رب کے حکم کی اِطاعت بسر و چشم کرنی ضروری ہے (میں بھی اِس پر راضی ہوں)۔

جب لڑکے نے شیطان کا مشورہ نہ مانا تو شیطان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف رُخ کیا اور کہنے لگا شیخ کہاں کا اِرادہ ہے؟ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں ایک کام سے اُس گھاٹی میں جانا چاہتا ہوں' شیطان بولا' خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ شیطان نے خواب میں آ کر تم کو اپنے لڑکے کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اُس وقت پہچانے کہ یہ شیطان ہے۔ بولے دُشمنِ خدا میرے پاس سے ہٹ جا' میں ضرور ضرور اپنے رب کے حکم پر عمل کروں گا۔ شیطان غضبناک ہو کر لوٹ گیا اور حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے گھر والوں کے معاملہ میں کچھ بھی کامیاب نہ ہو سکا' اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن سب کو شیطان سے محفوظ رکھا۔

حضرت ابو الطفیل علیہ الرحمہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کے ذبح کر دینے کا حکم دیا گیا (تو) اِس مشعر پر شیطان (روکنے کے لئے) آپ کے سامنے آ گیا' لیکن آپ آگے نکل چکے تھے۔ پھر آپ جمرۂ عقبہ پر پہنچے وہاں بھی شیطان سامنے آ گیا' آپ نے اُس کو سات کنکریاں ماریں شیطان چلا گیا' پھر آپ جمرۂ

وسطیٰ پر پہنچے وہاں بھی شیطان آگے آگیا' آپ نے اُس کو سات کنکریاں ماریں' شیطان چلا گیا اور پھر جمرۂ کبریٰ کے پاس حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے شیطان کو پایا' یہاں بھی آپ نے اُس کو سات سنگ ریزے مارے اور شیطان چلا گیا۔ اِس کے بعد آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لئے چل دیئے۔

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ○ اُس وقت ہم نے اُن کو آواز دی اے ابراہیم (علیہ السلام)!

علامہ بغوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے اِس جملہ میں واوٴ زائد ہے اور یہ کلام **فَلَمَّا اَسْلَمَا** کا جواب (جزاء) ہے۔

حضرت بیضاوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے **لَمَّا اَسْلَمَا** کی جزاء محذوف ہے' کلام محذوف اِس طرح تھا کہ جو کچھ واقع ہونا تھا وہ ہوگیا۔ تو دونوں کی خوشی ناقابل بیان ہوئی' کوئی حالت یا مقامی وضاحت اِس کا اِظہار نہیں کرسکتی' آئی ہوئی مصیبت کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دُور کر دیا اور باپ بیٹے کو وہ توفیق عنایت کی جو کسی اور کو عنایت نہیں کی۔ سارے جہان پر اُن کو برتری عطا فرمائی' اور ثوابِ آخرت جو اُن کے لئے مقرر فرمایا اِس کا اِظہار ہی نہیں ہوسکتا' اِن تمام نعمتوں پر دونوں نے اپنے رب کا شکر اُدا کیا۔

جب بیٹے اور باپ نے حکم اِلٰہی کے سامنے سر جھکا دیا اور حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو زمین پر لٹا دیا اور حلق پر چھری پھیر دی تو ہم نے ذبح سے (چھری کو) روک دیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بچا لیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ندا دی کہ۔

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ج تم نے خواب کو سچا کر دکھایا۔

یعنی تمہارے اِختیار میں جو کچھ تھا وہ تم نے پورا کر دیا' کسی کام پر مامور کرنے کا مقصد صرف آزمائش اور اِس اَمر کا اِمتحان ہے کہ بقدرِ اِختیار بندہ حکم کی تعمیل کرتا ہے یا نہیں' اَمر کی اِس کے سوا کوئی غرض نہیں ہوتی۔ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اَمرِ ذبح کی پوری تعمیل کی اور اپنی دانست میں ذبح کر ڈالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو بچا لیا۔ یہ کام اللہ تبارک وتعالیٰ کا تھا۔

بعض اَقوال میں آیا ہے کہ حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے خواب صرف یہ دیکھا تھا کہ میں بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ خون بہاتے نہیں دیکھا تھا' پس جو کچھ خواب میں دیکھا تھا بیداری میں اِس کو پورا کر دیا اِس مطلب پر تصدیق رؤیا کا حقیقی مفہوم مراد ہوگا اور اوّل مطلب پر مجازی معنی مراد ہوگا۔

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ○ ہم نیکیاں کرنے والوں کو اَیسا ہی اچھا بدلہ دیتے ہیں۔

حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی نیکی کو تکلیف ومصیبت دُور کرنے کا سبب قرار دیا۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو ہم نے جزا دی' ثوابِ عظیم ذبح کا عطا کیا اور ذبح اسماعیل علیہ السلام سے در گذر کی۔ (حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو بچا لیا) اور سارے جہان پر اُن کو برتری عنایت کی۔ اِسی طرح (عام طور پر ہم تمام نیکی کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ○ (بیٹے کو ذبح کر دینے کا) یہ حکم بلاشبہ کھلا ہوا اِمتحان تھا۔

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ○ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اِس کے عوض دے دیا۔

روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے ایک آواز سنی تو نظر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا' اوپر حضرت جبرائیل علیہ السلام نظر آئے جن کے ساتھ ایک سینگوں والا مینڈھا تھا۔ حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے بیٹے کا فدیہ ہے' اِس کی قربانی کر دیجئے' اِس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے تکبیر کہی اور مینڈھے نے بھی تکبیر کہی اور حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے بیٹے نے بھی تکبیر کہی۔ پھر منیٰ کی قربان گاہ میں

(باقی صفحہ نمبر ۲۹ کالم نمبر ۲ کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں)

صراطِ مستقیم

ازقلم: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

نیکوں کی معیت اور نفلی نماز:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النسآء:۶۹) ''اور جو بھی اللہ (تعالیٰ) کی اور رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ (تعالیٰ) نے اِنعام فرمایا ہے جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور یہ بہترین رفیق ہیں''۔ ۝

۝ اللہ و رسول کی اطاعت کا صلہ بتلایا جا رہا ہے۔ اِس لئے حدیث میں آتا ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (صحیح بخاری کتاب الادب باب نمبر ۹۷ عَلَامَةُ حُبِّ اللّٰهِ ﷻ مسلم کتاب البر والصلۃ الادب بَابُ الْمَرْءِ مَعَ مَنْ اَحَبَّ حدیث نمبر ۱۶۴۰) ''آدمی اُنہی کے ساتھ ہوگا جن سے اُس کو محبت ہوگی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''صحابہ کو جتنی خوشی اِس فرمانِ رسول کو سُن کر ہوئی اُتنی خوشی کبھی نہیں ہوئی''۔ کیونکہ وہ جنت میں بھی رسول اللہ ﷺ کی رفاقت پسند کرتے تھے۔ اِس کے شانِ نزول کی روایات میں بتایا گیا ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے یہ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے گا اور ہمیں اِس سے فروتر مقام ہی ملے گا اور یوں ہم آپ ﷺ کی اِس صحبت و رفاقت اور دیدار سے محروم رہیں گے جو ہمیں دنیا میں حاصل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتار کر اُن کو تسلی کا سامان عطا فرمایا (ابن کثیر) بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے بطور خاص نبی ﷺ سے جنت میں رفاقت کی درخواست کی۔ اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ جس پر نبی ﷺ نے اُنہیں کثرت سے نفلی نماز پڑھنے کی تاکید فرمائی۔[۱]

فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ بَابُ فَضْلِ السُّجُوْدِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ حدیث نمبر ۴۸۸) ''پس تم کثرتِ سجود کے ساتھ میری مدد کرو''۔ علاوہ ازیں ایک اور حدیث ہے۔ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ (ترمذی کتاب البیوع بَابُ مَاجَاءَ فِي التُّجَّارِ وَتَسْمِيَةِ النَّبِيِّ اِيَّاهُمْ) ''راست باز امانت دار تاجر انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا''۔

صدیقیت کمال ایمان و کمال اطاعت کا نام ہے'' نبوت کے بعد اِس کا مقام ہے'اُمت محمدیہ میں اِس مقام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے ممتاز ہیں اور اِسی لئے بالاتفاق غیر اَنبیاء میں وہ نبی ﷺ کے بعد افضل ہیں صالح وہ ہے جو اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کامل طور پر ادا کرے اور اُن میں کوتاہی نہ کرے''۔ (تفسیر احسن البیان ص ۲۴۸ من وعن) ☆

☆ یہی باتیں اہلسنّت و جماعت بیان کرتے ہیں لیکن اُن پر بدعت و شرک کے فتوے لگا کر نفرت پھیلائی جاتی ہیں اور حقیقت یہ ہے تفسیر احسن البیان کے لکھنے والے صاحب کے محکمہ کے لوگ باتیں صرف تحریر میں لانا کافی خیال کرتے ہیں جبکہ اہلسنت و جماعت حنفی بریلوی حقیقتاً عملی طور اِس کا نمونہ اور تفسیر پیش کرتے ہیں اختیارِ مصطفیٰ کریم ﷺ کو بھی مانتے ہیں اور عطائے مصطفیٰ کریم ﷺ کو بھی۔ یہ کبھی نہیں کہتے کہ نبی کریم

---

[۱] تفسیر احسن البیان کے مفسر کے محکمہ کے لوگ سرے سے نفل پڑھتے ہی نہیں بلکہ سنتوں کی ادائیگی سے بھی گریز کرتے ہیں اور نماز کا سلام پھیرتے ہی دُعا کئے بغیر لوگوں کی گردنوں سے پھیلا نگتے ہوئے مسجدوں سے نکل جاتے ہیں جبکہ رب ذوالجلال والاکرام نے اپنی قربت عنایت فرمانے کا نسخہ فرائض' واجبات اور سنن کی ادائیگی کے بعد کثرتِ نوافل کا حکم فرمایا ہے۔ بخاری جلد ۲ ص ۹۶۳' فتح الباری جلد ۱۱ ص ۳۴۰' شرح السنۃ جلد ۵ ص ۱۹' مشکوٰۃ ۱۹۷' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۳ ص ۳۴۶' جلد ۱۰ ص ۲۱۹' قرطبی جلد ۳ جز ۶ ص ۱۸۵ کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۳۲۷' تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۳۹' مرقاۃ جلد ۵ ص ۱۴۲۔

رؤف ورحیم ﷺ کچھ نہیں کر سکتے اور اُن کے اختیار میں کچھ نہیں۔آپ ﷺ کی عطائیں آج بھی جاری ہیں۔

اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت اَصل الاصول ہے:

تفسیر احسن البیان ص ۲۴۸ پر جس حدیث شریف کا حوالہ دے کر **اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ** بیان کیا گیا ہے اُس کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں، وہ فرماتے ہیں، دیہات والوں میں سے ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی جناب میں حاضر ہوا اور عرض کیا: **یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَۃُ قَائِمَۃٌ ؟** ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) قیامت کب قائم ہوگی''۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: **وَیْلَکَ وَمَا اَعْدَدْتَ لَھَا ؟** ارے اُفسوس ہے تجھ پر تو نے قیامت کے لئے کیا سامان تیار کر رکھا ہے؟۔عرض کرنے لگا **مَا اَعْدَدْتُ لَھَا اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ** ''میں نے کوئی سامان تیار نہیں کیا صرف یہ ہے کہ میں اللہ ﷻ اور اُس کے (پیارے) رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) سے محبت کرتا ہوں''۔ ۲

دوسری روایت میں ہے جس کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی ہیں اُس دیہاتی صحابی سائل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا **مَا اَعْدَدْتُ لَھَا مِنْ کَثِیْرِ صَلَاۃٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَۃٍ وَلٰکِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ** ۳ ''میں نے تو کچھ سامان نہیں کیا ہے نہ میرے پاس بہت نمازیں ہیں نہ روزے اور نہ بہت صدقے ہاں البتہ یہ بات ہے کہ میں اللہ ﷻ اور اُس کے رسول (ﷺ) سے محبت رکھتا ہوں''تو آپ ﷺ نے فرمایا: **اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ** ''تو اُسی کے ساتھ رہے گا جس سے تو محبت کرتا ہے''۔

یہ سُن کر دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمارا یہی حال ہے آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں **فَفَرِحْنَا یَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِیْدًا** اُس دن ہمیں ایسی خوشی ہوئی بے حد خوشی''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمتِ پاک میں حاضر ہوا (یہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ تھے یا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما) عرض کیا: **یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ تَقُوْلُ فِیْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ یَلْحَقْ بِھِمْ** ۴ ''یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ اُس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جس کو کچھ لوگوں سے محبت ہو لیکن اُن کے سے اعمال نہ کر سکے؟۔آپ ﷺ نے فرمایا: **اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ** ''اِنسان اُس کے ساتھ رہے گا، جس سے محبت رکھے گا'' (گو اُس کے برابر نیک اعمال نہ کر سکے)

آپ ﷺ کی محبت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک دن اَیسا ہوا کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ مالِ غنیمت تقسیم فرمارہے تھے، اِتنے میں **ذُوالْخُوَیْصِرَۃ** جو بنی تمیم قبیلے کا ایک شخص تھا کہنے لگا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) **اِعْدِلْ** ''اِنصاف فرمائیے''۔آپ ﷺ نے فرمایا: **وَیْلَکَ مَنْ یَّعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلُ** ۵ ''تجھ پر اَفسوس ہے اگر میں (اللہ ﷻ کا

---

۲ بخاری حدیث نمبر ۶۱۱۶، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۱۱۷، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۹۲، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۰۰۹ مسلم حدیث نمبر (۱۶۱۔۲۶۳۹) مسند احمد جلد ۳ ص ۱۶۷، مرقاۃ جلد ۹ ص ۲۱۳، بخاری حدیث نمبر ۶۱۶۷، مسلم حدیث نمبر (۱۶۳۔۲۶۳۹)۔ ۳ ترمذی حدیث نمبر ۲۳۸۵، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۰۴۔۱۱۰، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۲۰۳۱۷، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۸۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳ ص ۲۰۴، دارقطنی جلد ۱ ص ۱۳۲، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۴۶۴۔ ۴ بخاری حدیث نمبر ۶۱۷۰، مسلم حدیث نمبر ۱۶۵۱۔۲۶۹۰)، شرح السنۃ جلد ۶ ص ۴۶۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۰۰۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۲۶، ترمذی حدیث نمبر ۲۳۸۶، مسند احمد جلد ۱ ص ۳۹۲، دارقطنی جلد ۱ ص ۱۳۲، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۲۸۶، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۷۔۲۶، مرقاۃ جلد ۹ ص ۲۱۳۔ ۵ بخاری حدیث نمبر ۶۱۶۳، مسلم باب الذکوٰۃ حدیث نمبر ۱۴۲۔۱۴۸، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۷۲، کنزالعمال حدیث نمبر ۳۰۹۳۰۔۳۱۲۲۳۔۳۱۵۸۹، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۵۵۔۳۵۴۔۳۵۳۔۵۶ دلائل النبوۃ جلد ۵ ص ۱۸۷۔۱۵۸، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۴۲۲، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۱۱۴۔

رسول ﷺ) اِنصاف نہیں کروں گا تو پھر دنیا میں کون اِنصاف کرے گا؟"۔ حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم (یہ منافق معلوم ہوتا ہے) اِجازت دیجئے میں اِس کی گردن اُڑا دیتا ہوں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلَاتَهٗ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِیَامَهٗ مَعَ صِیَامِهِمْ یَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ** "چھوڑ دو اِس کو اِس کے دوست ہوں گے (خارجی مردود) ٦ تم اُن کی نماز کے سامنے اپنی نماز ناچیز جانو گے اُن کے روزے کے سامنے اپنے روزے حقیر سمجھو گے وہ تلاوت کریں گے لیکن قرآن مجید گلے سے نہیں اُترے گا۔ (اِن سب باتوں پر ایسی بات یہ کہ وہ) دین سے ایسے باہر نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے (جانور میں سے) باہر نکل جاتا ہے"۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عبادت اور تقویٰ اور زہد کچھ کام نہیں آتا نہ اللہ ﷻ کی بارگاہِ صمدیت میں اِس کی وجہ سے اِنسان مقبول ہوسکتا ہے جب تک اللہ ﷻ اور رسول کریم روٴف ورحیم ﷺ صحابہ کرام اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ سے محبت نہ رکھے۔ محبت ہی تو وہ چیز ہے جو تھوڑی سی عبادت پر آدمی کو ولایت کے درجہ تک پہنچا دیتی ہے محبت ہی میں سب کچھ نصیب ہوتا ہے۔ حضرت قبلہ باباجی نگینہ سرکار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اللہ ﷻ اور رسول کریم روٴف ورحیم ﷺ پر جان قربان کرنا چاہئے بس یہی ولایت ہے۔ ے

ای رسول من فدایت جان من
جملہ فرزنداں و خادمان من

علامہ اقبال علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

مغزِ قرآں روحِ ایماں جانِ دین
ہست حبِ رحمۃ للعالمین

اللہ ﷻ اور رسول کریم روٴف ورحیم ﷺ کی محبت اصل الاصول ہے۔ اِس حدیث سے اِس کی تصدیق ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے اُن خارجیوں کو جو صائم النہار اور قائم اللیل بڑے عابد زاہد تھے دین سے خارج قرار دیا اور اُس خوش نصیب دیہاتی کو بہشتی قرار دیا۔ وجہ یہ ہے کہ خارجیوں کو اللہ ﷻ اور رسول کریم روٴف ورحیم ﷺ سے محبت نہ تھی۔

محبت کیا ہے؟

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم روٴف ورحیم ﷺ نے اِرشاد مبارک فرمایا ہے **حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ** ٨ "کسی شئے سے تیری محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے"۔

"مُحِبّ کو محبوب کی برائی بھی اچھی لگتی ہے۔ محبت کی آنکھ کسی بھی عیب کو دیکھنے سے قاصر ہوتی ہے یا مراد یہ ہے کہ مُحِبّ کو جمال محبوب کے علاوہ کوئی شئے بھاتی ہی نہیں۔ اِسی طرح محبوب کی بات کے علاوہ وہ کسی کی بات کی طرف کان ہی نہیں لگاتا۔

اَب غور فرمائیں! جس شخص کو نبی کریم روٴف ورحیم ﷺ سے محبت ہوجائے گی اور وہ کسی بھی صورت میں اپنے پیارے آقا کریم ﷺ کے خلاف کوئی بھی بات سننے کو تیار نہیں ہوگا۔ سیدھا سا مسئلہ ہے جو شخص نبی کریم روٴف ورحیم ﷺ پر کسی بھی زاویئے سے اِعتراض باندھے اور اِعتراض سننے کے لئے بیٹھے وہ یہ بتانا چاہتا ہے مجھے رسول کریم روٴف ورحیم ﷺ سے نہ تو محبت ہے اور نہ وہ میرے رسول ہیں۔ کوئی مولوی صاحب اپنے باپ کے خلاف تقریر نہیں کرتے کیونکہ وہ اُس کے اپنے والد صاحب ہوتے ہیں اور حضور نبی کریم روٴف ورحیم ﷺ کو جو اپنا رسول کریم روٴف ورحیم ﷺ مانتا ہے وہ نہ تو کبھی اُن کے خلاف سنے گا اور نہ ہی بولے گا۔

چند واقعات محبت:

(۱) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو رسولِ کریم روٴف ورحیم ﷺ

---

٦ تیسیر الباری جلد۸ص۱۱۴، بخاری جلد۲ص۹۱۰، مسند احمد جلد۳ص۵۶، دلائل النبوۃ جلد۵ص۱۸۷۔ ۷ ابوداؤد حدیث نمبر۵۱۳۰، مسند احمد جلد۵ص۱۹۴، جلد۶ص۴۵۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر۵۹۰۸، مرقاۃ جلد۹ص۱۲۹، تفسیر قرطبی جلد۱جز۱ حدیث نمبر۳۰۷ص۲۱۰۔ ٨ ابوداؤد حدیث نمبر۵۱۳۰، مسند احمد جلد۵ص۱۹۴، مشکوٰۃ حدیث نمبر۴۹۰۸

سے بہت محبت تھی۔ اُنہیں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو دیکھے بغیر چین وقرار نہیں آتا تھا۔ ایک روز خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو چہرہ کا رنگ اُڑا ہوا تھا۔ غم کے آثار نمودار تھے۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَے ثوبان! تیرا رنگ بدلا ہوا ہے' خیر ہے؟ تو حضرت ثوبان ؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے کوئی تکلیف یا مرض لاحق نہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ جب مجھے آپ ﷺ کی زیارت نہیں ہوتی تو مجھ پر شدید وحشت طاری ہوجاتی ہے اور دِل اُچاٹ ہوجاتا ہے اور جب تک آپ ﷺ کی زیارت نہ کرلوں' دِل کو چین نہیں آتا پھر آخرت کا تصور کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ وہاں مجھے آپ ﷺ کا دیدار ہوگا یا نہیں کیونکہ اَنبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ آپ ﷺ اِنتہائی اُونچے درجوں پر ہوں گے اور اگر میں جنت میں چلا بھی گیا تو آپ ﷺ کے درجے سے بہت نیچے ہوں گا اور اگر جنت میں داخلہ نہ ملا تو کبھی بھی دِیدار نصیب نہ ہوگا تو اللہ تبارک وتعالیٰ رحیم وکریم نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ پر وحی نازل فرمائی کہ آپ ﷺ فرمادیجئے:

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ۝٩ "اور جو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ) اور رسولِ (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کی اِطاعت کرے تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ) نے فضل فرمایا (یعنی) اَنبیاء کرام (علیہم السلام)' صدیقین' شہداء اور صالحین اور یہ کیا ہی اَچھے ساتھی ہیں"۔

(۲) ایک دن رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر ؓ نے عرض کیا: اَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا نَفْسِیْ "(یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) آپ (ﷺ) مجھے میری جان کے سوا کائنات کی ہر چیز سے پیارے ہیں"۔ تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَّفْسِہٖ "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اُسے اُس کی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں" تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر ؓ نے عرض کیا' فَاِنَّہُ الْاٰنَ وَاللّٰہِ اَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ "(یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ مجھے میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں"۔ تو رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلْاٰنَ یَا عُمَرُ صَارَ اِیْمَانُکَ کَامِلًا ١٠ "اے عمر (ؓ)! اَب تمہارا ایمان کامل ہے"۔

(۳) اَنصار کی ایک عورت جس کا باپ' بھائی اور خاوند غزوۂ اُحد کے دِن رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کے سامنے شہید ہوئے تھے' اُس نے لوگوں سے پوچھا' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ (ﷺ) بخیریت ہیں جیسا کہ تو چاہتی ہے۔ اُس نے کہا مجھے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی زیارت کراؤ کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں جب اُس نے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی زیارت کرلی تو عرض کرنے لگی آپ ﷺ کی سلامتی اور زیارت کے بعد میری ساری پریشانیاں آسان ہیں اور میرے تمام رنج وغم ختم ہوگئے ہیں۔

(۴) جب حضرت سیّدنا بلال ؓ کے اِنتقال کا وقت آیا تو اُن کی بیوی نے پکارا ہائے اَفسوس! تو اُنہوں نے فرمایا' اے خوشی! تو پوچھا کیسی خوشی؟ فرمایا: وصال کے بعد نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام ؓ اور اپنے دوستوں سے ملوں گا۔

(۵) امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی ؓ سے سوال کیا گیا کہ

٩ النساء: ٦٩۔ ١٠ بخاری جلد ٢ ص ٩٨١' حدیث نمبر ٦٦٣٢' شرح السنۃ جلد ١ ص ٨٦' مسند احمد جلد ٤ ص ٣٣٦' جلد ٥ ص ٢٩٣' مستدرک حاکم جلد ٣ حدیث نمبر ٦٥٦' کنز العمال حدیث نمبر ٣٥٨٧٢' روح البیان جلد ٢ ص ٢٣۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے آپ کی محبت کیسی ہے؟ تو فرمایا: ''واللہ آپ ﷺ ہمارے نزدیک ہمارے ماں باپ، اولاد اور ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں''۔

تفسیر احسن البیان میں بیان ہے بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بطور خاص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے جنت میں ضمانت کی درخواست کی۔ صاحب تفسیر نے مکمل واقعہ نقل نہیں کیا پورا واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مانگو:

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں رات کی گھڑیاں نبی کریم رؤف وحیم ﷺ کے سایۂ رحمت میں گزارتا تھا (یعنی سفر میں رات کی خدمت خصوصیت سے میرے سپرد تھی۔ آستانہ مبارک میں رات بھر دروازے پر رہتا تھا۔ ایک شب حسبِ معمول تہجد کے وقت وضو (شریف) کے لئے پانی، مسواک اور مصلی لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، بعض نسخوں میں اتیہ ہے یعنی لایا کرتا تھا (تو ایک رات شانِ کریمی کی جلوہ گری ہوئی اور دریائے رحمت جوش میں آگیا۔ مجھے اِنعام دینے کا ارادہ فرمایا) میں آپ ﷺ کے پاس وضو اور دیگر ضروریات کے لئے پانی لایا۔ تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: سَلْ ''مانگ لو''۔ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا، اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّةِ ''میں آپ (ﷺ) سے جنت میں آپ (ﷺ) کی رفاقت مانگتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: اَوْ غَیْرَ ذَالِکَ ''اِس کے علاوہ اور کچھ'' میں نے عرض کیا: ھُوَ ذَالِکَ ''بس یہی (کافی ہے)'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: فَاَعِنِّی عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَةِ السُّجُوْدِ [۱۱] ''پھر زیادہ سجدے کر کے اپنے معاملہ میں میری مدد کر''۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: وَیُؤْخَذُ مِنْ اِطْلَاقِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَلْاَمْرُ بِالسُّؤَالِ اَنَّ اللّٰهَ مَكَّنَهٗ مِنَ الْعَطَاءِ كُلَّ مَا اَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ [۱۲] ''رسول اللہ ﷺ نے جو مطلقاً فرمایا ''مانگو جو مانگنا ہے''۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اللہ (جل جلالہ) نے آپ ﷺ کو خزائن سے، جو چاہیں، عطا کرنے پر قادر فرما دیا ہے''۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے دُنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں آپ ﷺ کی مِلک اور اِختیار میں دے دی تھیں کہ جس کو جو چاہیں، جتنا چاہیں (بشرط موافقتِ تقدیر) عطا فرما دیں۔

حضرت علامہ نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: لِلشَّارِعِ اَنْ یَّخُصَّ مِنَ الْعُمُوْمِ مَاشَاءَ ''شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ اِختیار ہوتا ہے کہ عام اَحکام سے جس کو چاہے خاص فرما دے''۔

کفار سے نجات دلانے کے لئے جہاد:

حقیقی نجات دہندہ رب ذوالجلال والاکرام نے مسلمانوں کی پکار پر ایمان والوں کو خبردار فرمایا ہے کہ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًا ۝ (النسآء: ۷۵) ''اور تمہیں کیا ہوا ہے کہ نہ لڑو (جہاد کرو) اللہ عزوجل کی راہ میں اور کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے جو یہ دُعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اِس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے''۔

''محمد جوناگڑھی غیر مقلد صاحب نے ترجمہ کیا ہے ''بھلا کیا وجہ ہے کہ تم اللہ عزوجل کی راہ میں اور اُن ناتواں مردوں، عورتوں اور ننھے ننھے بچوں کے چھٹکارے کے لئے جہاد نہ کرو؟ جو یوں دُعا مانگ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! اِن ظالموں کی بستی سے ہمیں نجات دے اور ہمارے لئے خود اپنے

---

[۱۱] مسلم جلد ۱ ص ۱۹۳، مرقاۃ جلد ۲ ص ۵۶۷، مشکوٰۃ ص ۸۴، مرآۃ جلد ۲ ص ۸۳، نسائی حدیث نمبر ۱۱۳۷، جلد ۱ ص ۱۷۱، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۹۴ [۱۲] مرقاۃ جلد ۲ ص ۵۴۲۔

پاس سے حمایتی اور کارساز مقرر کردے اور ہمارے لئے خاص اپنے پاس سے مددگار بنا"۔

تفسیر احسن البیان میں ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا کہ تم اُن (مُسْتَضْعَفِيْنَ) کو کفار سے نجات دلانے کے لئے جہاد کیوں نہیں کرتے؟ محمد جوناگڑھی اور حافظ صلاح الدین یوسف غیر مقلد صاحبان کے ترجمہ اور تفسیر سے معلوم ہوتا ہے، بندے نجات بھی دیتے ہیں اور کارساز بھی ہوتے ہیں اور اہلِسنّت و جماعت کا یہی عقیدہ برحق ہے اللہ کے بندے نجات بھی دیتے ہیں اور کارساز بھی ہیں۔ (باذن اللہ)

فرشتے بھی نجات دہندہ ہیں:

جب حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہِ عالیہ میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ کہ ہم ضرور اِس شہر والوں کو ہلاک کردیں گے..... تو حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۚ اُن میں تو (حضرت) لوط (علیہ السلام) بھی ہیں۔ فرشتوں نے جواباً عرض کیا: نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا "ہمیں خوب معلوم ہے جو کوئی اُن میں ہے"۔ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ.... ق (العنکبوت:۳۲۔۳۱) "ضرور ہم اُنہیں اور اُن کے گھر والوں کو نجات دیں گے، سوائے اُن کی بیوی کے"۔ پھر جب فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کی جناب میں حاضر ہوئے۔ فرشتوں نے دیکھا کہ حضرت لوط علیہ السلام اُن کے آنے پر غمگین اور پریشان ہوئے ہیں تو اُنہوں نے عرض کیا، آپ کوئی خوف اور غم نہ کیجئے، اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ (العنکبوت:۳۳) "ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو نجات دیں گے سوائے آپ کی اہلیہ کے وہ باقی رہ جانے والوں میں سے ہوگی"۔ ہمارا مقصد آپ کے گھر والوں کو سوائے آپ کی بیوی کے نجات دینا ہے۔ سورۃ الحجر میں کلمات اِس طرح ہیں اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ لا "ہم سب کو ضرور نجات دیں گے"۔ محولہ بالا تمام آیاتِ مبارکہ میں اِس بات کا تذکرہ ہے کہ اللہ عزوجل کے فرشتے نجات دہندہ ہیں اُن کو نجات دہندہ ماننا شرک کی قبیل میں نہیں آتا"۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔

کمر بند یا ہار نے نجات دی:

اُمُّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں، عرب کے ایک قبیلہ کے پاس ایک کالی لونڈی تھی۔ اُنہوں نے اُس کو آزاد کردیا تھا۔ مگر وہ اُن کے ساتھ رہتی تھی ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ اُس قبیلے کی ایک لڑکی جو دلہن تھی (نہانے کو) نکلی اُس کا کمربند (یا ہار) سرخ چمڑے کا تھا اُس لڑکی نے اُس کو اُتار کر رکھا تھا یا وہ اُس سے گر گیا تھا۔ ایک چیل نے اُس کو دیکھا جبکہ ہار گرا پڑا تھا۔ چیل اُس کو (لال لال) گوشت سمجھ کر جھپٹ کر لے گئی لوگوں نے تلاش کیا مگر نہ ملا۔ لوگوں نے اُس لونڈی پر چوری کا الزام لگا دیا۔ لونڈی کہتی ہے لوگوں نے میری تلاشی لینی شروع کردی یہاں تک کہ اُس کی شرمگاہ کی بھی تلاشی لی۔ لونڈی نے کہا اللہ عزوجل کی قسم (میں صبر کئے ہوئے) اُن کے پاس کھڑی رہی، اچانک وہ چیل گذری اُس نے ہار پھینک دیا تو لونڈی کہتی ہے میں نے لوگوں سے کہا تم لوگ اِسی کی چوری کا مجھ پر الزام لگاتے تھے حالانکہ میں تو۔ اس سے پاک تھی لو اپنا ہار (اور میرا پیچھا چھوڑو)۔ اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر وہی لونڈی نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئی اور مسلمان ہو گئی۔ اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، اُس کا خیمہ یا جھونپڑی مسجد کے قریب (یا مسجد میں) تھا۔ اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں فَكَانَتْ تَاْتِيْنِيْ فَتَحَدَّثُ عِنْدِيْ وہ لونڈی (کبھی کبھی) میرے پاس آیا کرتی اور مجھ سے باتیں کیا کرتی تھی وہ جب بھی میرے پاس آیا کرتی تھی تو یہ شعر ضرور پڑھتی تھی۔

وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا
اَلَا اِنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ اَنْجَانِيْ

''ہار کا دن ہمارے ربّ (کریم) کے عجائبات میں سے ہے' اِسی ہار نے مجھے کفر کے ملک سے نجات دی''۔

اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' میں نے اُس سے پوچھا' یہ کیا بات ہے جب بھی تو میرے پاس بیٹھتی ہے تو یہ شعر پڑھتی ہے' تب اُس نے (محولہ بالہ) یہ ساری داستان مجھے سنائی۔ ۷ے

تجارت نجات دہندہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم نے قرآن مجید کی سورۃ الصّف کی آیتِ مبارکہ نمبر ۱۰ میں اِرشاد فرمایا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ''اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے''۔

اِیمان والوں نے عرض کیا تھا اگر ہم جانتے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک کون سا عمل بہت پسند ہے تو ہم وہی کرتے۔ اِس پر یہ آیتِ پاک نازل ہوئی اور اِس آیتِ پاک میں اس عمل کو تجارت سے تعبیر فرمایا گیا ہے کیونکہ جس طرح تجارت سے نفع کی اُمید ہوتی ہے' اُسی طرح اِن اعمال سے بہترین نفع رضائے اِلٰہی اور جنت و نجات حاصل ہوتی ہے''۔ بعد ازیں وہ تجارت بتائی جاتی ہے۔

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ o (الصّف: ۱۱۔۱۲)

''اِیمان لاؤ اللہ عزوجل اور اُس کے رسول (پاک صلی اللہ علیہ وسلم) پر' اور اللہ عزوجل کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جس کے نیچے نہریں رواں ہیں اور پاکیزہ محلوں میں جو جنت میں ہوں گے یہی بڑی کامیابی ہے''۔

(صفحہ نمبر ۲۲ کا بقیہ)

بجائے بیٹے کے مینڈھے کو ذبح کر دیا۔ فدیہ پیش کرنے والے تو حقیقت میں حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام تھے' لیکن قربانی کا جانور اللہ تبارک وتعالیٰ کا عطا کردہ تھا اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہی نے جانور کو بجائے حضرت سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔ اِس لئے فَدَيْنٰهُ میں فعلِ فدیہ کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی طرف کی۔

عَظِيْمٍ سے مراد عظیم الجثہ' موٹا' یا ثواب کے لحاظ سے عظیم المرتبت' حضرت حسین بن فضل علیہ الرحمہ نے کہا (عظیم ہونے کی یہ وجہ تھی کہ) وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے تھا۔ حضرت سعید بن جبیر علیہ الرحمہ نے کہا اُس کو عظیم ہونے کا حق تھا' حضرت مجاہد علیہ الرحمہ نے کہا اِس کو عظیم اِس لئے فرمایا کہ اس کو قبول فرما لیا گیا۔ علامہ بغوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے' اکثر مفسرین کا بیان ہے کہ وہ مینڈھا جنت کے اندر چالیس خریف (یعنی موسم بہار) رہا تھا (یعنی چالیس بہار کے موسموں میں جنت کا سبزہ چر کر موٹا ہوا تھا) حضرت ابن ابی شیبہ' حضرت ابن جریر' حضرت ابن المنذر اور حضرت ابن ابی حاتم علیہم الرحمہ کی روایات میں یہی آیا ہے۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ o اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات اُن کے لئے رہنے دی۔

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ o كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ o کہ (حضرت سیّدنا) ابراہیم (علیہ السلام) پر سلام ہو ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ o بلاشبہ وہ ہمارے (خالص پختہ) اِیمان والے بندوں میں سے تھا۔

۷ے بخاری جلد اص ۶۲' تیسیر الباری جلد اص ۳۰۸' تفہیم البخاری جلد اص ۸۵ ے۔

بخاری شریف پڑھیے
بحوالہ
تیسیر الباری

(تحقیق ادارہ)

بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ ''نماز کے بعد دُعا کرنے کا بیان''۔ (تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۲۳) ○

○ حافظ نے کہا یہ باب لا کر امام بخاری نے اُس کا رد کیا ہے جو کہتا ہے نماز کے بعد دُعا کرنا مشروع نہیں اور دلیل لیتا ہے مسلم کی حدیث سے کہ آنحضرت ﷺ نماز کے بعد اس جگہ نہ ٹھہرتے مگر اُتنا کہ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ کہنے کے موافق۔ یعنی یہ کہہ کر اُٹھ جاتے۔ اس حدیث کا یہ مطلب رکھا کہ روبقبلہ ہو کر نماز کی سی حالت پر آپ اتنی ہی دیر ٹھہرتے۔ لیکن صحابہ کی طرف منہ کر کے دُعا کی نفی اِس سے نہیں ہوتی''۔ (من و عن جلد ۸ ص ۲۲۳) ☆

☆ غیر مقلدین فرض نمازوں کے بعد دُعا کرنے کو جائز نہیں جانتے۔ کیسا عجیب مذہب ہے غیر مقلدین کا' نہ احادیثِ مبارکہ کو تسلیم کرتے ہیں اور نہ ہی اپنی کتابیں پڑھتے ہیں جو ان کے فرقہ کے لوگوں نے لکھی ہیں۔

رسولِ کریم ﷺ کا ارشادِ عظیم:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: یَا مُعَاذُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّکَ ''معاذ (رضی اللہ عنہ) اللہ کی قسم میں تجھ سے محبت کرتا ہوں'' پھر فرمایا: اُوْصِیْکَ یَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ ''میں تم کو وصیت کرتا ہوں' اے معاذ (رضی اللہ عنہ) ہر نماز کے بعد اِس دُعا کو نہ چھوڑنا''۔ یعنی اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ ''اے میرے اللہ (جل جلالک) اپنے ذکر و شکر اور اچھی طرح عبادت کرنے میں میری مدد فرما''۔ وَاَوْصٰی بِذٰلِکَ مُعَاذُ الصُّنَابِحِیَّ وَاَوْصٰی بِھَا الصُّنَابِحِیُّ اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ ''حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اُس کی وصیت صنابحی کو کی اور صنابحی نے اُس کی وصیت عبدالرحمٰن کو کی)۔ اِس حدیث شریف کو صاحبِ تیسیر الباری نے جلد ۸ ص ۲۲۳ میں نقل کیا ہے (یہ حدیث دوسری کتابوں میں بھی ہے)۔ ۱؎

فرض نماز کے بعد دُعا:

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ سے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اَیُّ الدُّعَآءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ وَ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَکْتُوْبَاتِ ''کہ کون سی دُعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دُعا زیادہ مقبول ہے جو دُعا رات کے آخری (وقت میں) کی جائے اور جو فرض نمازوں کے بعد کی جائے''۔ (تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۲۳' ترمذی جلد ۲ ص ۱۸۷ یہ حدیث حسن ہے) ''دُعا کو رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے عبادت کا مغز' فرمایا ہے۔ ۲؎

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ مِنَ الدُّعَآءِ ''اللہ (تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے نزدیک دُعا سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں''۔ ۳؎ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ لَّمْ یَدْعُ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ غَضِبَ

۱؎ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۸۲' ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۲۰' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۵۴' مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۱۳۴ (طبع جدید) (عن ہشام بن عروہ عن ابیہ) نصب الرایہ جلد ۲ ص ۲۳۵۔ ۲؎ ترمذی جلد ۲ ص ۱۷۵' حدیث نمبر ۳۳۹۴' مشکوٰۃ ص ۸۹' حدیث نمبر ۹۶۸' کنز العمال جلد ۲ ص ۶۲' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۸۹' مرقاۃ جلد ۳ ص ۴۳۔ ۳؎ ابن ماجہ ص ۲۸۰' حدیث نمبر ۳۸۲۹' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۶۲' مشکوٰۃ ص ۱۹۴' حدیث نمبر ۲۲۳۲' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۷۸' الادب المفرد ص ۱۰۵ (بیروت) ۱۸۵' (سانگلہ ہل)' قرطبی جلد ۱ جز ۱ ص ۱۴۷' کتاب الاذکار ص ۳۳۳' شرح السنہ جلد ۳ ص ۱۶۰' کنز العمال جلد ۲ ص ۲۶۔

اَللّٰہُ عَلَیْہِ ''جو شخص اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے دُعا نہ کرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس سے ناراض ہوتا ہے''۔ ۴؎

ہر نماز کے بعد دُعا:

حضرت مسلم بن ابو بکرہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں، میرے والد ہر نماز کے بعد یہ دُعا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ۵؎ ''اے اِلٰہی میں تیری پناہ چاہتا ہوں کفر، محتاجی اور عذاب قبر سے''۔ آپ نے فرمایا ''اے میرے بیٹے! تو نے یہ دُعا کس سے حاصل کی۔ میں نے عرض کیا آپ سے۔ تو فرمایا: رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ ہر نماز کے بعد یہ پڑھتے تھے۔

اِسی سلسلہ میں محدثین نے باب باندھے ہیں کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ ہاتھ مبارک اُٹھا کر دُعا فرماتے ہیں:-

(۱) بَابُ رَفْعِ الْاَیْدِیْ فِی الدُّعَآءِ ''باب دُعا میں ہاتھ اُٹھانا''۔ (بخاری جلد۲ص ۹۳۸)

(۲) بَابُ (۹۶) مَنْ رَخَّصَ فِیْ رَفْعِ الْیُدَیْنِ فِی الدُّعَاءِ ''دُعا میں دونوں ہاتھ (اُٹھا) کر (دُعا کرنے) کی رُخصت''۔ مصنف ابنِ ابی شیبہ جلد۷ص ۱۰۹ (طبع جدید دار الفکر بیروت)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا دَعَا فَرَفَعَ یَدَیْہِ مَسَحَ وَجْھَہٗ بِیَدَیْہِ ''جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ دُعا فرماتے تھے تو دونوں (نورانی) ہاتھ (مبارک) اُٹھاتے اور دُعا کے بعد دونوں (نورانی) ہاتھ، چہرہ (مبارک) پر پھیرتے''۔ ۶؎

(۳) بَابُ رَفْعِ الْاَیْدِیْ عِنْدَ الدُّعَاءِ ''باب دُعا کے وقت ہاتھ اُٹھانے کا بیان''۔ (ترمذی جلد۲ص ۱۷۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ فِی الدُّعَآءِ لَمْ یَحُطَّھُمَا حَتّٰی یَمْسَحَ بِھِمَا وَجْھَہٗ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ جب دُعا کے لئے (نورانی) ہاتھ اُٹھاتے تو جب تک (نورانی) چہرۂ (اَقدس) پر نہ پھیر لیتے نیچے نہ کرتے''۔ (شرح السنۃ جلد۳ص ۱۶۸)

(۴) بَابُ رَفْعِ الْیَدَیْنِ فِی الدُّعَآءِ ''دونوں ہاتھوں کا دُعا کے لئے اُٹھانا''۔ (مصنف عبدالرزاق جلد۲ص ۲۴۷)

حضرت عبدالرزاق علیہ الرحمہ نے حضرت معمر علیہ الرحمہ سے اور اُنہوں نے حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں، قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَرْفَعُ یَدَیْہِ عِنْدَ صَدْرِہٖ فِی الدُّعَآءِ ثُمَّ یَمْسَحُ بِھِمَا وَجْھَہٗ ''رسول اللہ ﷺ دُعا کے لئے اپنے (نورانی) ہاتھ (مبارک)، (نورانی) سینہ (مبارک) تک اُٹھاتے تھے اور (دُعا کے بعد) اپنے دونوں (نورانی) ہاتھ اپنے (نورانی) چہرۂ (مبارک) پر ملتے تھے''۔ ایک روایت میں ہے رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی لِحْیَۃٍ ''آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک اپنی داڑھی مبارک تک اُٹھائے''۔ مصنف عبدالرزاق جلد۲ص ۲۵۰، السنن الکبریٰ للبیھقی میں مونڈھوں تک لکھا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق جلد۲ص ۲۵۰، ابوداؤد جلد۱ص ۲۱۵)

(۵) بَابُ اَدَبِ الدُّعَآءِ وَرَفْعِ الْیَدَیْنِ فِیْہِ ''باب دُعا کا اَدب اور دُعا میں دونوں ہاتھ اُٹھانا''۔ (شرح السنۃ جلد۳ص ۱۶۶)

ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنا:

حدیث شریف نمبر۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

۴؎ ابن ماجہ ص ۲۸۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۷ص ۲۴، مشکوٰۃ ص ۱۹۵، الادب المفرد للبخاری ص ۹۷ (بیروت)، ص ۱۷۱ (سانگلہ ہل)، شرح السنۃ جلد۳ص ۱۶۰، ترمذی جلد۲ص ۱۷۵۔ ۵؎ مصنف ابن ابی شیبہ جلد۳ص ۲۵۱، فتح الباری جلد۱۱ص ۱۶۰، کتاب الاذکار ص ۶۰، مسند احمد جلد۵ص ۴۴۔۴۲۔۳۹۔۳۶، مستدرک حاکم جلد۱ ص ۳۸۳۔۹۰ (یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے) صحیح ابن خزیمہ جلد۱ص ۳۶۷، کتاب السنی ص ۶۹۔ ۶؎ ابوداؤد جلد۱ص ۲۱۶، حدیث نمبر ۱۴۸۹، مسند احمد جلد۴ص ۱۲۲، مشکوٰۃ ص ۱۹۶، حدیث نمبر ۲۲۵۵ کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۰۱۴، مرقاۃ جلد۵ص ۱۳۲۔

روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے (حضرت) خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کو بنی خذیمہ کی طرف بھیجا (تا کہ اُنہیں اِسلام کی دعوت دیں) تو حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) نے اُنہیں دعوتِ اِسلام دی۔ اُنہوں نے جانا کہ (یہ لوگ) کہیں گے ہم اِسلام لائے مگروہ کہنے لگے **صَبَانَا صَبَانَا** ''ہم دین سے نکل گئے ہم دین سے نکل گئے۔ تو (حضرت) خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) اُن کو قتل کرنے اور قید کرنے لگے اور ہم میں سے ہر ایک کو اُس کا قیدی دے دیا حتیٰ کہ ایک دِن وہ ہوا کہ (حضرت) خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) نے حکم دیا کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کر دے تو میں بولا، میں تو اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ کوئی میرے ساتھیوں میں سے اپنے قیدی کو قتل کرے گا۔ حتیٰ کہ ہم نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ ہم نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے ذکر کیا تو **رَفَعَ النَّبِیُّ ﷺ یَدَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَبْرَاءُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ مَّرَّتَیْنِ** ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اپنے دونوں (نورانی) ہاتھ (مبارک) اُٹھائے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔ ''اے میرے اللہ (جل جلالک) میں خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کے کام سے بیزار ہوں''۔ دومرتبہ آپ ﷺ نے یہ کلمات فرمائے۔ ۷

حدیث شریف نمبر۲: حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ رَبَّکُمْ حَیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اِلَیْہِ اَنْ یَّرُدَّھُمَا صِفْرًا** ۸ ''بے شک تمہارا پروردگار حیی وکریم ہے وہ اِس بات سے حیاء فرماتا ہے کہ اُس کا بندہ اُس کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور وہ ہاتھ خالی پھیر دے''۔

دُرِّمنثور اور مصنف عبدالرزاق میں یہ زائد ہے۔ **حَتّٰی یَجْعَلَ فِیْھِمَا خَیْرًا** ''یہاں تک کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) جل مجدہٗ الکریم اُس کے ہاتھ میں خیر ڈال دیتا ہے''۔

صاحبِ دُرِّمنثور نے المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۲ص ۳۲۳ اور الاوسط کے حوالہ سے ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرنے کی روایات حضرت انس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت جابر، حضرت ولید بن عبداللہ بن ابومغیث (رضی اللہ عنہم) سے نقل کی ہیں۔

حدیث شریف نمبر۳: حضرت ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **دَعَا النَّبِیُّ ﷺ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ وَرَاَیْتُ بَیَاضَ اِبْطَیْہِ (بَابُ رَفْعِ الْاَیْدِیْ فِی الدُّعَاءِ)** ۹ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے دُعا کی تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں (نورانی) ہاتھ (مبارک) اِتنے اُٹھائے کہ میں نے آپ ﷺ کی (نورانی) بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ آپ حضرت ابوعامر اشعری (رضی اللہ عنہ) کی شہادت کے بعد دُعا فرمارہے تھے: **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعُبَیْدٍ اَبِیْ عَامِرٍ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَوْقَ کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِکَ مِنَ النَّاسِ** ۱۰ ''اے میرے اللہ (جل جلالک حضرت) عبید ابوعامر (رضی اللہ عنہ) کی بخشش فرما، اے اللہ (عزوجل) قیامت کے دِن (حضرت) ابوعامر (رضی اللہ عنہ) کو اپنے بہت سے بندوں سے بڑھ کر یعنی مرتبے والا فرما''۔

حدیث شریف نمبر۴: حضرت جابر بن عبداللہ اَنصاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت طفیل بن عمرو (رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) دوس کا قلعہ بڑا مضبوط ہے، وہیں چلے چلیے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اُس ذخیرہ فضیلت کی وجہ سے جو اَنصار کے لئے مقدر ہو چکا تھا، اِنکار فرما دیا۔ اِس کے بعد حضرت طفیل (رضی اللہ عنہ) اور اُن کی قوم کا

---

۷ بخاری جلد۲ص ۹۳۸، عمدۃ القاری جلد۱۱ جز۲۲ص ۳۰۰، مصنف عبدالرزاق جلد۵ص ۲۲۱، جلد۱۰ص ۱۷۴، مسند احمد جلد۲ص ۱۵۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ص ۱۱۵، فتح الباری جلد۱۱ص ۱۷۱، مشکوٰۃ ص ۳۴۶۔ ۸ ابوداؤد جلد۱ص ۲۱۶، ابن ماجہ ص ۲۸۴، مصنف عبدالرزاق جلد۲ص ۲۵۱، حدیث نمبر ۳۲۵۰ (عن انس رضی اللہ عنہ) مجمع الزوائد جلد۱۰ ص ۲۶۹، شرح السنۃ جلد۳ص ۱۵۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۸۶۵۔ ۹ بخاری جلد۲ص ۹۳۸، مشکوٰۃ ص ۱۹۶، تیسیر الباری جلد۲ص ۲۳۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۷ ص ۱۱۰، (عن انس رضی اللہ عنہ)۔ ۱۰ بخاری باب غزوۂ اَوطاس جلد۲ص ۶۱۹، بخاری باب الدعا عند الوضو جلد۲ص ۹۴۴، بخاری باب نزع السھم من البدن جلد۱ص ۴۰۴، تیسیر الباری جلد۵ص ۲۸۲، مسلم جلد۲ص ۳۰۳، البدایہ والنہایہ جلد۴ص ۳۳۹، شرح السنۃ جلد۷ص ۱۶۶، جلد۵ص ۲۰۱، فتح الباری جلد۸ص ۵۱، جلد۱۱ص ۲۲۴، جلد۶ص ۱۰۰۔

ایک آدمی ہجرت کر کے مدینہ (منورہ) آ گیا۔ یہاں آ کر وہ آدمی بیمار پڑ گیا اور زندگی سے تنگ آ گیا (یا اِس طرح کا کوئی لفظ راوی نے بیان کیا) وہ بڑی مدت تک زندہ رہا۔ ایک بار اُس نے چھری لی اور اپنی گردن کی دونوں رگیں کاٹ دیں اور فوت ہو گیا۔ حضرت طفیل (رضی اللہ عنہ) نے اُس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا: تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا؟ اُس نے کہا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طرف ہجرت کرنے کے صلہ میں مغفرت ہو گئی۔ پھر پوچھا' تیرے ہاتھوں کا کیا حال ہے؟ اُس نے کہا جو تم اپنے ہاتھوں سے بگاڑ لو اُس کی اِصلاح نہیں ہوا کرتی۔ حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ حضرت طفیل (رضی اللہ عنہ) نے یہی واقعہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے بیان کیا اِس پر آپ ﷺ نے دُعا فرمائی: **اَللّٰھُمَّ وَلِیَدَیْہِ فَاغْفِرْ وَ رَفَعَ یَدَیْہِ** [۱۱] "اے میرے اللہ (جل جلالہ) اِس کے ہاتھوں کو بھی معاف فرما دے اور آپ ﷺ نے (اُس دُعا کے لئے) اپنے ہاتھ اُٹھائے"۔

حدیث شریف نمبر۵: حضرت مالک بن یسار (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰہِ فَسْئَلُوْہُ بِبُطُوْنِ اَکُفِّکُمْ وَلَا تَسْاَلُوْہُ بِظُھُوْرِھَا** [۱۲] "جب تم اللہ (جل جلالہ) سے (دُعا) مانگو تو ہتھیلیاں اُوپر کر کے (دُعا) مانگو اور ہتھیلیوں کی پشت اُوپر کر کے نہ مانگو"۔

حدیث شریف نمبر۶: حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' فرماتے ہیں: **رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَدْعُوْ ھٰکَذَا بِبَاطِنِ کَفَّیْہِ وَظَاھِرِھِمَا** "میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ ہتھیلیوں کو اُوپر کر کے اور ظاہر کر کے دُعا فرماتے تھے"۔ [۱۳]

قارئین کرام! غور فرمائیں' آج ہم جس دَور سے گزر رہے ہیں' اِس دَور میں ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں جو اللہ (جل جلالہ) سے دُعا کرنے سے بھی روکتے ہیں اور اُنہوں نے یہ معمولِ زندگی بنایا ہے۔ حالانکہ خزانہ اَحادیثِ مبارکہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ نہ صرف یہ کہ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نمازوں کے بعد دُعا فرمایا کرتے تھے بلکہ دُعا کی تعلیم بھی فرمایا کرتے تھے۔

حدیث شریف نمبر۷: حضرت فضالہ بن عبید (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اُس نے نماز پڑھی اور اللہ (جل جلالہ) کی بارگاہِ بے کس پناہ میں عرض کرنے لگا۔ **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَ ارْحَمْنِیْ** "اے میرے اللہ (جل جلالک) مجھے بخش اور مجھ پر رحم فرما"۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **عَجِلْتَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ** "اے نمازی تو نے بہت جلد بازی کی ہے"۔ پھر فرمایا جب تم نماز پڑھ لو۔ تو پھر بیٹھو اور اللہ (جل جلالہ) کی وہ حمد کرو جو اُس کی شان کے لائق ہے۔ اِس کے بعد مجھ پر دُرود شریف بھیجو' پھر دُعا کرو (حضرت فضالہ بن عبید (رضی اللہ عنہ)) فرماتے ہیں' اِتنے میں ایک اور آدمی (مسجد میں داخل ہوا اور اُس) نے نماز پڑھی (نماز کے بعد) اُس نے اللہ (جل جلالہ) کی حمد کی اور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ پر دُرود شریف بھیجا۔ اِس دوسرے شخص سے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: **اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اُدْعُ تُجَبْ** "اے نمازی دُعا کر (تیری دُعا) قبول ہوگی"۔ [۱۴]

معلوم ہوا رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے خود نماز کے بعد دُعا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ بلکہ نہ صرف یہ کہ دُعا کرنے کا حکم فرمایا ہے بلکہ طریقہ دُعا بھی فرمایا کہ نماز کے بعد پہلے اللہ (جل جلالہ) کا ذکر کرو پھر مجھ پر دُرود شریف بھیجو اور پھر دُعا کرو۔ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ خود بھی نمازوں کے بعد دُعا فرماتے۔ دُعا نہ کرنے والے لوگ بے دلیل گفتگو کرتے ہیں' ایسے لوگوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔ مگر سمجھ توفیقِ الٰہی سے آتی ہے۔

---

[۱۱] الادب المفرد ص۹۱ (چھاپہ بیروت) ص۱۶۱ (چھاپہ سانگلہ ہل)' مسلم کتاب الایمان جلد۱ ص۷۴' مسند احمد جلد۳ ص۳۷۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۸ ص۱۷' مشکل الآثار جلد۱ ص۷۴' حلیۃ الاولیاء جلد۶ ص۲۶۱' دلائل النبوۃ للبیہقی جلد۵ ص۶۴' البدایہ والنہایہ جلد۳ ص۱۰۱' مستدرک حاکم جلد۴ ص۸۶۔ [۱۲] ابوداؤد جلد۱ ص۲۱۶ (کتاب الصلوٰۃ باب الدعا)' شرح السنہ جلد۳ ص۱۶۷ (عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) (اَدَبُ الدُّعَاءِ وَرَفْعِ الْیَدَیْنِ فِیْہِ) مستدرک حاکم جلد۱ ص۷۱۹ (عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) مشکوٰۃ ص۱۹۵' کنز العمال حدیث نمبر۳۲۲۵۴/۳۲۳۲' مصنف ابن ابی شیبہ جلد۷ ص۶۴ (بَابُ الرَّجُلِ اِذَا دَعَا بِبَطْنِ کَفِّہٖ)۔ [۱۳] ابوداؤد جلد۱ ص۲۱۵۔ [۱۴] مشکوٰۃ ص۸۶' مجمع الزوائد جلد۱۰ ص۱۵۵' الترغیب والترہیب جلد۲ ص۲۸۷' ترمذی جلد۲ ص۱۸۵۔

قربانی اور اُس کے مسائل

(اِس ماہ کا خصوصی مضمون)

(ادارہ)

لفظ ''قربان'' عربی لغت کے اعتبار سے ہر اُس چیز کو کہا جاتا ہے جس کو کسی کے قرب کا ذریعہ بنایا جائے اور اِصطلاحِ شرع میں اُس ذبیحہ وغیرہ کو کہا جاتا ہے، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کیا جائے۔

زمانۂ قدیم میں قربانی کے قبول ہونے کی علامت یہ ہوتی تھی کہ سفید رنگ کی غیبی آگ آسمان سے آتی اور قربانی کی چیز کو جلا دیتی اور اگر قربانی قبول نہ ہوتی تو اُس پر نہ آگ آتی اور نہ ہی اُسے جلاتی، وہ چیز وہیں پڑی رہتی تھی۔ جیسا کہ قابیل اور ہابیل کی قربانی کے بارے میں اِرشادِ خداوندی ہے:۔ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ .... (المائدۃ: ۲۷) ''جب کہ دونوں (قابیل اور ہابیل) نے قربانی دی پس اُن دونوں میں سے ایک سے قبول کی گئی دوسرے سے قبول نہ کی گئی''۔

اِسی طرح قربانیوں کے گوشت اور مالِ غنیمت بھی بارگاہِ اِلٰہی میں پیش کیے جاتے تھے اور جھگڑے کی صورت میں اپنی حقانیت اِس طرح پیش کی جاتی کہ جو سچا ہوتا تھا اُس کی قربانی کو آگ جلا دیتی تھی۔ جھوٹے کی قربانی یوں ہی پڑی رہتی تھی۔ قربانیوں کی قبولیت کی بنیاد سچائی اور تقویٰ تھی اور آج بھی اَیسے ہی ہے۔

جب قابیل کی قربانی مردود ہوگئی تو اُس نے حضرت ہابیل سے کہا میں تمہیں قتل کر دوں گا تو اُس کے جواب میں حضرت ہابیل نے کہا: قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ○ (المائدۃ: ۲۷) ''بولا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا دستور ہے کہ وہ قربانی اور عمل پرہیزگاروں کا ہی قبول فرماتا ہے''۔ اِس سلسلہ میں سورۃ الحج کی آیت نمبر ۳۷ میں ارشادِ ربانی ہے: لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ .... ''اللہ (جل جلالہ) کو ہرگز اُن (قربانی کے جانوروں) کے نہ تو گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ہی خون، ہاں تمہاری پرہیزگاری بار یاب ہوتی ہے''۔

قربانی وہ عمل ہے جس میں عہدِ نبوت سے لے کر آج تک متواتر اتفاق چلا آ رہا ہے۔ قربانی ایک اَیسی عبادت ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے ہاں بہت پسندیدہ اور مقبول ہے۔ اِس میں صرف رضائے اِلٰہی کو مدِنظر رکھنا چاہئے اور ہر قسم کے تکبر، ریا، شہرت اور فخر سے بچنا چاہئے۔ اِس لئے کہ قربانی کا مقصد نہ تو صرف گوشت کھانا ہے اور نہ ہی شہرت وفخر بلکہ تقویٰ اور رضائے خداوندی ہے۔

بزرگ دن:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَفْضَلُ اَيَّامِ الدُّنْيَا اَيَّامُ عَشْرِ ذِى الْحَجَّةِ قِيْلَ وَلَا مِثْلُهُنَّ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا مِثْلُهُنَّ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ عَفَّرَ وَجْهَهٗ فِى التُّرَابِ [1] ''دُنیا کے سب دِنوں سے زیادہ بزرگ دِن ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہے (یعنی دَس دِن ہیں)۔ فرمایا گیا کہ ان کے برابر جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں مگر وہ کہ جس نے اپنا منہ مٹی میں آلودہ کیا''۔ (یعنی جام شہادت نوش کیا)''۔

بعد از طلوعِ چاند:

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعُشْرُ وَاَرَادَ بَعْضُكُمْ اَنْ يُّضَحِّىَ فَلَا يَمَسُّ مِنْ شَعْرِهٖ وَبُشْرِهٖ شَيْئًا وَفِىْ رِوَايَةٍ فَلَا يَاْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا يُقْلِمَنَّ ظُفُرًا وَفِىْ رِوَايَةٍ مَنْ رَاٰى هِلَالَ ذِى الْحَجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ يُّضَحِّىَ فَلَا يَاْخُذُ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ [2]

---

[1] مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۱۷، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۹۹، مسند بزار جلد ۱ ص ۴۵۷۔ [2] سنن نسائی جلد ۲ ص ۲۰۱، مسلم جلد ۲ ص ۱۶۰، ابن ماجہ ص ۲۳۲-۲۳۳، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۲۷۔

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ارشادِ مبارک فرمایا:
"جو شخص قربانی کی نیت رکھتا ہو، وہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے پر نہ تو اپنے سر اور مونچھوں وغیرہ کے بال تراشے اور نہ ہی ناخن کاٹے، یہاں تک کہ قربانی کرلے۔" (یعنی قربانی کرنے کے بعد مذکورہ بالا کام کرے اور جس کو پہلے دِن قربانی نہ کرنی ہو وہ چاہے تو عیدالاضحیٰ کی نماز اَدا کرنے کے بعد حجامت وغیرہ بنالے تو کوئی حرج نہیں۔)

غریبوں کے لئے قربانی کا ثواب:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ایک شخص سے فرمایا:

أُمِرْتُ بِيَوْمِ الْأَضْحٰى عِيْدًا جَعَلَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ فَقَالَ الرَّجُلُ أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ أَجِدْ إِلَّا مَنِيْحَةً أُنْثٰى أَفَأُضَحِّيْ بِهَا قَالَ لَا وَلٰكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَتُقَلِّمُ أَظْفَارَكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَذٰلِكَ تَمَامُ أُضْحِيَتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ [۳]

"مجھے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید کرنے کا حکم ہوا ہے۔ اللہ (عزوجل) نے اِس اُمت کے لئے اِس دِن کو عید کیا ہے تو اُس شخص نے عرض کیا، اگر میرے پاس کچھ نہ ہو مگر اُونٹنی یا بکری تو کیا میں اُس کی قربانی کروں؟ تو آپ ﷺ نے اِرشادِ مبارک فرمایا: نہیں۔ (کیونکہ ایک ہی جانور ہے اس کو بھی ذبح کردے گا تو کام کاج میں تکلیف ہوگی لہٰذا) اپنے سر کے بال کٹوا کر، ناخن تراش کر اور مونچھوں کے اور زیرِ ناف بال تراش (مونڈ) پس اللہ (جل جلالہ) کے نزدیک تیری یہی قربانی ہے"۔ (تم مکمل قربانی کا ثواب حاصل کرسکتے ہو)۔ یعنی جو شخص جانور کی قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو، وہ بھی ذی الحجہ کا چاند طلوع ہونے کے بعد نہ تو حجامت بنوائے نہ ہی ناخن کاٹے اور نہ ہی غیر ضروری بال تراشے بلکہ عید کی نماز اَدا کرنے کے بعد حجامت وغیرہ بنوائے، مونچھیں تراشے اور ناخن کاٹے تو اُس کو بھی قربانی کا ثواب حاصل ہوجائے گا۔

قربانی کیا ہے؟

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَالَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْأَضَاحِيُّ؟ قَالَ سُنَّةُ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا: فَالصُّوْفُ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ [۴]

"حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا: "تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت (یعنی اُن کا طریقہ) ہے۔ عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اِن میں ہمارے لئے کیا ہے؟ فرمایا: تمہارے لئے ہر بال کے عوض نیکی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ جو اُون ہے، اِس کے بارے میں کیا اِرشادِ مبارک ہے؟ فرمایا: اُون کے ہر ہر بال کے عوض نیکی ہے"۔

محبوب عمل:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: **قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ وَإِنَّهُ لَيَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَّقَعَ بِالْأَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا** [۵]

"نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "یوم النحر"، یعنی دسویں ذی الحجہ میں ابنِ آدم کا کوئی عمل قربانی کرنے سے زیادہ محبوب نہیں اور وہ جانور قیامت کے دِن اپنے سینگ اور

[۳] سنن نسائی جلد ۲ ص ۲۰۱، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۹۔ [۴] ابن ماجہ ص ۲۳۳، مشکوٰۃ ص ۱۲۹۔ [۵] ابن ماجہ ص ۲۳۳، ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور خون زمین پر گرنے سے پہلے (اللہ تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہِ اقدس میں مقام قبولیت پر پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا خوش دلی کے ساتھ قربانی کرو''۔

قربانی کے جانور کی قسمیں:

قربانی کے جانور تین قسم کے ہیں: (۱) گائے (۲) اُونٹ اور (۳) بکری۔ پھر اِن کی جتنی قسمیں ہیں، سب اِس میں داخل ہیں یعنی نر اور مادہ' خصی اور غیر خصی سب کا ایک ہی حکم ہے۔ سب کی قربانی ہوسکتی ہے۔ گائے میں بھینس، سانڈھ اور بیل بھی شمار ہے۔ بکری میں بھیڑ، دنبہ، چھترا اور بکرا سب شامل ہیں۔

وہ جانور جن کی قربانی دُرست نہیں:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: **اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَاذَا یُتَّقٰی مِنَ الضَّحَایَا فَاَشَارَ بِیَدِہٖ فَقَالَ اَرْبَعًا اَلْعَرْجَاءُ الْبَیِّنُ ظَلْعُھَا وَالْعَوْرَاءُ لَبَیِّنُ عَوْرُھَا وَالْمَرِیْضَۃُ الْبَیِّنُ مَرْضُھَا وَالْعَجْفَاءُ الَّتِیْ لَاتُنْقِیْ** ؁ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا کہ کن جانوروں کی قربانی سے بچنا چاہئے تو آپ ﷺ نے ہاتھ کے اِشارے سے فرمایا: کہ چار قسم کے جانور قربانی کے لئے دُرست نہیں ہیں''۔

(۱) لنگڑا' جس کا لنگ ظاہر ہو' (۲) کانا' جس کا کانا پن ظاہر ہو' (۳) بیمار' جس کی بیماری ظاہر ہو اور (۴) اَیسا لاغر جس کی ہڈیوں پر مغز نہ ہو (ہڈیوں کا پنجر)۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے' فرماتے ہیں: **اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَیْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَّا نُضَحِّیَ بِمُقَابَلَۃٍ وَلَا مُدَابَرَۃٍ وَّلَا شَرْقَاءَ وَلَاخَرْقَاءَ** ؇ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم (قربانی کے جانور کی) آنکھ اور کان دیکھ لیں۔ نہ لمبائی میں چرے کان کی قربانی کریں اور نہ چوڑائی میں کٹے جانور کی قربانی کریں۔ (اِس میں زیادہ کا اِعتبار ہے، اگر آدھے سے کم چرا اور کٹا ہے تو قربانی ہوجائے گی)''۔

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہی فرماتے ہیں: **نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنْ نُضَحِّیَ بِاَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْاُذُنِ** ؈ ''نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ٹوٹے سینگ اور کٹے کانوں والے جانور کی قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ (سینگ سے مراد خول نہیں بلکہ خول کے نیچے گلی یا مغز ہے۔ اگر مغز پورا ہے تو قربانی جائز ہے۔ اگرچہ خول ٹوٹا ہو)''۔

عیب دار جانور:

جانور کو جس وقت خریدا جائے اُس وقت اُس میں عیب نہ تھا کہ جس کی وجہ سے قربانی ناجائز ہوتی بعد میں عیب پیدا ہوگیا تو اگر وہ شخص صاحبِ نصاب ہے تو دوسرے جانور کی قربانی کرے اور مالکِ نصاب نہیں تو اُس کی قربانی کرے۔ یہ اُس وقت کہ اُس فقیر نے پہلے سے اپنے ذمہ قربانی واجب نہ کی ہو اور اگر اُس نے مَنّت مانی ہے کہ بکری کی قربانی دوں گا اور مَنّت پوری کرنے کے لئے بکری خریدی اُس وقت بکری میں اَیسا عیب نہ تھا پھر پیدا ہوگیا۔ اِس صورت میں فقیر کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

قربانی کے وقت جانور اُچھلا کودا جس کی وجہ سے عیب پیدا ہوگیا یہ عیب مضر نہیں قربانی ہوجائے گی۔ قربانی کا جانور مرگیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

دس سال قربانی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

؁ ترمذی جلد۱ص ۲۷۷' ابوداؤد جلد۲ص ۳۱' نسائی جلد۲ص ۲۰۲' ابن ماجہ ص۲۳۴' موطا امام مالک ص ۴۹۵' مشکوٰۃ ص ۱۲۸' ابن ماجہ ص۲۳۴' ترمذی جلد۱ص ۲۷۵' نسائی جلد۲ص ۲۰۲' داری جلد۲ص ۷۶' مسند احمد جلد۴ص ۲۸۹' شرح السنۃ جلد۲ص ۶۸۱' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۹ص ۲۷۴۔ ؇ ابن ماجہ ص۲۳۴' نسائی جلد۱ص ۲۰۲' ابوداؤد جلد۲ص ۳۲' ترمذی جلد۱ص ۲۷۵' مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔ ؈ ابن ماجہ ص۲۳۴' مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

ہے' فرماتے ہیں: اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِیْنَةِ عَشْرَ سِنِیْنَ یُضَحِّیْ ۹ ''رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے مدینہ شریف میں دس سال تک قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرماتے رہے''۔

گائے اور اُونٹ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجُزُوْرُ عَنْ سَبْعَةٍ ۱۰ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اِرشادِ مبارک فرمایا: ''گائے سات کی طرف سے اور اُونٹ بھی سات کی طرف سے ہے''۔

قربانی کے جانور میں شرکت:

سات آدمیوں نے قربانی کے لئے گائے خریدی اُن میں سے ایک کا اِنتقال ہوگیا۔ اُس کے ورثاء نے شرکاء سے یہ کہہ دیا کہ تم اُس گائے کو اپنی طرف سے اور اُس کی طرف سے قربانی کرو اور اُنہوں نے کر لی تو سب کی قربانیاں جائز ہیں اور اگر وارثوں کی اِجازت کے بغیر شرکاء نے قربانی کی، کسی کی نہ ہوئی۔

قربانی کے شرکاء میں ایک مرزائی یا اُن میں ایک کا مقصود قربانی نہیں ہے بلکہ گوشت حاصل کرنا ہے تو اس کی قربانی نہ ہوئی۔

شرکاء میں سے ایک کی نیت اِس سال کی قربانی ہے اور باقیوں کی نیت سال گذشتہ کی قربانی ہے تو جس نے اِس سال کی نیت کی اِس کی قربانی صحیح ہے اور باقیوں کی نیت باطل کیونکہ سال گذشتہ کی قربانی اِس سال نہیں ہوسکتی۔ اِن لوگوں کی یہ قربانی تطوع یا نفل ہوئی۔ اِن لوگوں پر لازم ہے کہ گوشت صدقہ کریں۔

قربانی کن پر واجب ہے؟

جن پر قربانی واجب ہے وہ اہلِ ایمان درج ذیل ہیں:

(۱) مسلمان' (۲) مالدار' (۳) آزاد' (۴) مقیم (مسافر اگر قربانی کرے تو تطوع یعنی نفل ہے)۔

قربانی کے دِن:

حضرت نافع علیہ الرحمہ سے روایت ہے' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اَلْاَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمَ الْاَضْحٰی ۱۱ ''عیدِ قربان کے دِن کے بعد قربانی دو دِن اور ہے''۔

رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طرف سے قربانی:

حضرت حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: رَءَیْتُ عَلِیًّا یُضَحِّیْ بِکَبْشَیْنِ فَقُلْتُ لَهٗ مَا هٰذَا فَقَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْهُ فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْهُ ۱۲

''میں نے امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو دیکھا، دو بکروں کی قربانی کرتے تھے تو میں نے عرض کیا (یا حضرت) یہ کیا ہے؟ تو فرمایا مجھے رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ نے وصیت فرمائی ہے کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں۔ لہٰذا (ایک قربانی) میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طرف سے بھی کرتا ہوں۔

مسئلہ نمبر۱: سرکارِ کائنات ﷺ کے نام کی قربانی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی سنّت ہے اور آپ ﷺ کا حکم ہے۔ یہ عظیم تبرک ہے۔ اہلِ ایمان برکت کے لئے ذوق وشوق سے کھائیں۔ آج بھی بعض صاحبِ اِستطاعت عشاقِ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی طرف سے قربانی کرتے ہیں اور کئی عاشقانِ رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ گائے یا اُونٹ ذبح کرتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ' حضرت ابوبکر صدیق' حضرت اِمام

---

۹ ترمذی جلد۱ ص۲۷۲' مشکوٰۃ ص۱۲۹۔ ۱۰ مشکوٰۃ ص۱۲۷' ترمذی جلد۱ ص۲۷۶' موطا اِمام مالک ص۴۹۷' ابوداؤد جلد۲ ص۳۲' سنن نسائی جلد۲ ص۲۰۴' مجمع الزوائد جلد۴ ص۲۰' نصب الرایہ جلد۴ ص۲۰۹' المعجم الکبیر للطبرانی جلد۱۰ ص۱۰۲' کنز العمال حدیث نمبر۱۲۱۶۱۔ ۱۱ موطا اِمام مالک ص۴۹۷' مشکوٰۃ ص۱۲۹۔ ۱۲ ابوداؤد جلد۲ ص۲۹' ترمذی جلد۱ ص۲۷۵' مشکوٰۃ ص۱۲۸۔

حسین، حضرت داتا گنج بخش، حضرت غوثِ اعظم یا اپنے شیخ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کرتے ہیں۔ (اپنی استطاعت کے مطابق)

مسئلہ نمبر۲: گائے اور اُونٹ کی قربانی میں عقیقہ والا بھی شامل ہو سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر۳: خصی جانور کی قربانی جائز ہے۔ خصی ہونا عیب نہیں۔ خصی بکرے کا گوشت اعلیٰ ہوتا ہے۔ اسی طرح خصی بیل اور بھینسے کی قربانی بھی درست ہے۔

مسئلہ نمبر۴: بعد وصال مرحوم کی طرف سے قربانی دینا جائز ہے۔ اگر میت کی قربانی ہو تو اس کا سارا گوشت خیرات کر دیا جائے۔ اگر وارث اپنی جانب سے محض ثواب کے لئے میت کی طرف سے قربانی کرے تو خود بھی کھائے اور فقیر اور امیر سب کو کھلائے۔

مسئلہ نمبر۵: قربانی جانور کو ذبح کرنے سے ہوگی۔ قربانی کے دنوں میں قربانی کی رقم (روپے) غریبوں میں تقسیم کرنے سے یا قصائی کی دکان سے ذبح شدہ جانور کا گوشت خرید کر تقسیم کرنے سے قربانی نہ ہوگی۔

مسئلہ نمبر۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے رات کے وقت قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (طبرانی)

مسئلہ نمبر۷: یہ ضروری نہیں کہ دسویں ذی الحجہ کو ہی قربانی کی جائے۔ بلکہ گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو بھی غروب آفتاب سے پہلے قربانی کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ نمبر۸: گائے کی قربانی میں جب مختلف افراد کی شرکت ہو تو ضروری ہے کہ گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے۔ اندازہ سے تقسیم نہ ہو۔ کیونکہ تولے بغیر تقسیم کرنے سے کم یا زیادہ ملنے کا احتمال ہو سکتا ہے اور وزن کرنا جائز ہے۔ (درمختار ردالمختار)

مسئلہ نمبر۹: بکری، گائے، اُونٹ میں تمام قسمیں، نر و مادہ خصی و غیر خصی سبھی داخل ہیں۔

مسئلہ نمبر۱۰: ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کر لیا جائے۔ ذبح کے بعد جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو، نہ پائے کاٹے جائیں اور نہ ہی چمڑا اُتارا جائے۔

مسئلہ نمبر۱۱: قربانی کا گوشت خود کھا سکتا ہے دوسرے کو بھی دے سکتا ہے چاہے غنی ہو یا فقیر۔

مسئلہ نمبر۱۲: ذبح سے پہلے جانور کو چارہ اور پانی وغیرہ دیں۔ بھوکا، پیاسا ذبح نہ کریں۔ ایک کے سامنے دوسرے کو ذبح نہ کریں۔ جانور کو آرام سے گرانے کے بعد اس کے سامنے چھری تیز نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ پہلے سے تیار رکھنی چاہئے۔ جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ شریف کی طرف اور ذبح کرنے والا اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کریں۔

مسئلہ نمبر۱۳: قربانی کی کھال اس کی جھول، رسی، گھنگرو، گلے کا ہار وغیرہ سب کچھ صدقہ کر دینا چاہئے۔ کھال کو اگر اپنے اِستعمال میں لانا چاہیں تو جائز ہے۔ اگر بیچ دی ہے تو قیمت صدقہ کر دیں۔ (در مختار ردالمختار)

مسئلہ نمبر۱۴: ذبح کرنے والے کو اجرت میں جانور کا چمڑہ (کھال) یا گوشت وغیرہ نہیں دے سکتے۔ ہاں اگر اجرت الگ دی اور پھر ان میں سے کوئی چیز تحفۃً دیتے ہیں تو جائز ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ نمبر۱۵: قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے لیکن اگر دوسرے سے کرایا تو اپنے جانور کے پاس آکر کھڑا ہو۔ اگر کسی دوسرے نے ذبح کیا اور چھری پر اپنا ہاتھ بھی رکھتا ہے تو دونوں کو بسم اللہ اور تکبیر کہنا واجب ہے۔ ایک نے قصداً بِسْمِ اللهِ وَ اللهُ اَكْبَرُ چھوڑ دی یہ سمجھ کر کہ دوسرے نے کہہ دی ہوگی تو جانور حلال نہ ہوا۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۶: اگر قربانی کے جانور پر آفت آئے تو اس کے بدلے قربانی واجب ہے۔

عورت بھی ذبح کر سکتی ہے:

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ کا اپنا واقعہ ہے: اَمَرَ اَبُو

مُوْسٰی بَنَاتِہٖ اَنْ یُضَحِّیْنَ بِاَیْدِیْھِنَّ [۱۳] ''حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم فرمایا کہ اپنی قربانیاں اپنے ہاتھ سے ذبح کریں''۔

قربانی کے گوشت کے حصے:

قربانی دینے والا قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسرے شخص یعنی غنی یا فقیر کو بھی دے سکتا ہے، پکا کر بھی کھلا سکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کریں ایک حصہ فقراء کے لئے، ایک حصہ دوست احباب کے لئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے۔ ایک تہائی سے کم صدقہ نہ کرے اور کل کا صدقہ کر دینا بھی جائز ہے۔ [۱۴]

مُسِنّہ:

مُسِنّہ وہ اونٹ ہے جو پورے پانچ برس کا ہو کر چھٹے میں شروع ہوا ہو اور گائے، بیل بھینس میں وہ ہے جو دو برس کا پورا ہو کر تیسرے میں شروع ہوا ہو اور بکری جو ایک برس کی ہو اور دوسرے سال میں لگ گئی ہو ان سب کا قربانی کے لئے مُسِنّہ ہونا شرط ہے۔

عید کے دن روزہ نہیں:

حضرت ابو عبیدہ جو حضرت عبدالرحمٰن بن ازہر کے غلام تھے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ وہ عیدالاضحیٰ کے دِن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے نماز پڑھائی۔ پھر خطبہ اِرشاد فرمایا۔ پھر فرمانے لگے: یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ نَھَاکُمْ عَنْ صِیَامِ ھٰذَیْنِ الْعِیْدَیْنِ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَیَوْمُ فِطْرِکُمْ مِنْ صِیَامِکُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیَوْمُ تَاْکُلُوْنَ مِنْ نُسُکِکُمْ [۱۵] لوگو! رسولِ کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن دونوں عیدوں (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) کے دِن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ عیدالفطر وہ دِن ہے جب لوگ رمضان المبارک کے روزے رکھ کر روزہ کھولتے ہیں اور عیدالاضحیٰ کا دِن قربانی (کا گوشت) کھانے کا دِن ہے۔

مسئلہ: عید کے دِن روزہ نہیں ہوتا۔ بعض لوگ روزہ کہتے اور سمجھتے ہیں۔ اَصل میں قربانی کرنے والا حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سمجھتے ہوئے قربانی کا جانور ذبح کرنے کے بعد قربانی کے جانور کے گوشت میں سے کھانا کھاتا ہے۔ قربانی کے بعد قربانی کے جانور سے کچھ یعنی کلیجی یا پائے وغیرہ کھا لینا قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے۔

صدمات

☆ برادرِ طریقت جناب محمد فیاض یوسفی ورکشاپ سٹاپ والٹن والے ۱۶ ستمبر کو قضائے الٰہی سے اِنتقال فرما گئے ہیں۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) مرحوم کی نمازِ جنازہ حضرت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی مدظلہ العالی نے پڑھائی۔ مرحوم نے پسماندگان میں والد، والدہ، بیوہ اور ۳ بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں۔ ادارہ ماہنامہ سیدھا راستہ کے اراکین پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دُعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے چالیسواں کا ختم شریف ۲۰ اکتوبر کو ۴ بجے سہ پہر اور دُعا بعد از نمازِ عصر ہوگی۔

☆ برادرِ طریقت محمد یونس یوسفی (سابقہ صدر نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب) کے برادرِ اکبر جناب حاجی محمد یوسف صاحب 11 اگست بروز اتوار قضائے الٰہی سے اِنتقال فرما گئے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) مرحوم کی نمازِ جنازہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی (چیف ایڈیٹر ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور) نے پڑھائی۔ مرحوم نے پسماندگان میں 1 بیوہ 1 بیٹا 1 بیٹی 7 بھائی اور 2 بہنیں سوگوار چھوڑیں۔ ادارہ ماہنامہ سیدھا راستہ کے اراکین پسماندگان کے دُکھ میں برابر کے شریک ہیں اور دُعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

---

[۱۳] بخاری جلد ۲ ص ۸۳۴۔ [۱۴] ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۸۹۔ [۱۵] السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱۰ ص ۸۲، بخاری جلد ۱ ص ۲۶۷، ابن ماجہ ص ۱۲۴، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۴۔

پیکرِ تسلیم و رضا، قطب الاقطاب

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی اوشی علیہ الرحمہ

ماخوذ از: یوسف مصرِ محبت (حصّہ سوم)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی اوشی علیہ الرحمہ ماوراء النہر کے قصبہ اَوش میں چھٹی صدی ہجری کے وسط (تقریباً ۵۶۹ھ) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام بختیار ہے اور قطب الدین لقب ہے۔ لیکن لوگوں میں خواجہ کاکی علیہ الرحمہ کے نام سے مشہور تھے۔

کاکی کی وجہ:

سیر الاولیاء کے مصنف حکیم مسیح الدین احمد خان شاہ آباد (رامپور) نے لکھا ہے، افغانی زبان میں کاک روٹی کو کہتے ہیں چونکہ عرصہ تک آپ کی جائے نماز کے نیچے سے آپ کو روزانہ منجانب اللہ روٹیاں ملا کرتی تھیں جس پر آپ کے گھر بار کی گذر بسر ہوتی تھی منجانب اللہ عزوجل اس طریقہ سے آپ کو روٹیاں ملتی رہنے کی وجہ سے آپ کاکی (روٹیوں والے) مشہور ہو گئے۔

تعلیم و تربیت:

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی علیہ الرحمہ کی عمر شریف ابھی ایک سال چھ ماہ تھی کہ آپ کے والدِ ماجد حضرت سیّد کمال الدین علیہ الرحمہ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے بڑی محنت اور لگن کے ساتھ آپ کی پرورش فرمائی۔

جب آپ کی عمر شریف چار سال چار ماہ ہوئی تو آپ کی والدہ محترمہ نے اپنے پڑوسی سے فرمایا کہ مکتب میں داخل کروادو۔ جب وہ شخص جا رہا تھا تو راستے میں ایک نورانی شکل وصورت والے بزرگ ملے اور وہ اُنہیں حضرت مولانا ابوحفص علیہ الرحمہ کے پاس لے گئے جو اپنے وقت کے باکمال بزرگ تھے۔ اُنہیں علومِ ظاہری اور باطنی پر کامل عبور تھا۔ حضرت مولانا ابوحفص علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کو نہایت ہی خصوصی توجہ دی اور چند سالوں کے اندر اندر آپ جیّد عالمِ دین بن گئے۔ ظاہری علوم کے علاوہ حضرت مولانا ابو حفص علیہ الرحمہ نے آپ کو باطنی علوم بھی پڑھائے پندرہ سال کی عمر میں آپ علومِ ظاہری سے فارغ ہوئے۔

سیر الاولیا اور سیر الاقطاب ہر دو کتب کی تحریر کی بنا پر جب آپ کی عمر شریف سترہ (۱۷) سال ہوئی تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجری غریب نواز علیہ الرحمہ کے دستِ حق پر بیعت ہوئے۔ بیعت سے متعلق دو روایات آپ کی سیرت کی کتابوں میں ملتی ہیں۔

(۱) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ دورانِ سیاحت اَوش پہنچے اور گھر میں گوہرِ مقصود حاصل ہوا۔

(۲) سیر الاولیاء، سیر العارفین اور سیر الاقطاب میں ہے کہ اَوش سے نکل کر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ بغداد شریف پہنچے۔ وہاں حضرت امام ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمہ کی مسجد میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ سے شرفِ بیعت حاصل ہوا۔ اِس مجلسِ پاک میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت شیخ برہان الدین چشتی، حضرت شیخ اَوحد الدین کرمانی، حضرت شیخ محمود اصفہانی اور حضرت شیخ داؤد کرمانی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی موجود تھے۔ بیعت کے بعد روزانہ اڑھائی سو رکعت نفل نماز ادا فرماتے تھے۔ [۱]

حضرت شیخ محمد نور بخش علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب سلسلۃ الذہب میں لکھا ہے۔ ذکر او چنین کردہ است بختیار الاوشی كَانَ مِنَ الْاَوْلِيَآءِ السَّالِكِيْنَ الْمُرْتَاضِيْنَ الْمُجَاهِدِيْنَ بِالْخَلْوَةِ وَالْعُزْلَةِ وَقِلَّةِ الطَّعَامِ وَقِلَّةِ الْكَلَامِ وَالذِّكْرِ بِالدَّوَامِ فِي الْاَرْبَعِيْنَاتِ وَلَهُ فِي اَحْوَالِ الْبَاطِنِ شَانٌ كَبِيْرٌ بَيْنَ الْمُكَاشِفِيْنَ۔ [۲] "آپ کا تذکرہ اِس طرح ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی اوشی

---

[۱] اولیاء اللہ ص ۱۳۲، گلدستہ اولیاء ص ۳۹۳ [۲] اخبار الاخیار، ص ۲۵، فارسی۔

علیہ الرحمہ بڑے زبردست بلند مرتبہ ولی' سالک' عبادت گذار تھے۔ خلوت وجلوت میں ہمیشہ یادِ الٰہی کرتے' تھوڑا کھاتے' تھوڑا سوتے اور تھوڑی سی بات کہنے کے عادی تھے۔ ذِکر دوام میں مشغول رہتے تھے باطنی حالات اور مکاشفہ میں بلند پایہ بزرگ تھے"۔

حجابات کیسے دُور ہوتے ہیں؟:

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' غزنی میں مجھے ایک بزرگ ملے جو بڑے ہی صاحبِ تجرید وتفرید تھے۔ اُنہیں جو فتوحات حاصل ہوتیں' اُنہیں کبھی اپنے پاس نہ رکھتے۔ دِن میں جو چیزیں آتیں وہ شام تک تقسیم فرما دیتے اور جو رات کو حاصل ہوتیں وہ صبح تک بانٹ دیتے۔ اُن کی خانقاہ سے کبھی کوئی محروم نہ جاتا تھا۔ بھوکوں کو کھانا کھلاتے' ننگوں کو کپڑے پہناتے۔ غرضیکہ بڑے صاحبِ نعمت' فیاض اور سخی تھے۔ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں' میں اُن کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا' اُنہوں نے فرمایا: میں نے چالیس سال تک مجاہدہ کیا ہے مگر کچھ حاصل نہ ہوا اور کوئی روشنی نظر نہ آئی لیکن جب سے کم سونا' کم بولنا اور کم کھانا اور لوگوں سے کم ملنا اِختیار کیا تو روشنی نظر آئی۔ اَب تمام حجابات دُور ہو چکے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ حجابِ عظمت تک کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی۔ ۳؎

رسول اللہ ﷺ کی اَمانت:

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ سے متعلق **دلیل العارفین** میں رقم ہے۔ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا: "اے دَرویش! ہمیں یہاں لایا گیا ہے اور ہمارا مدفن بھی یہیں ہوگا اور چند دِن بعد ہم سفرِ آخرت کریں گے۔ اِس کے بعد حضرت شیخ علی سنجری علیہ الرحمہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: قطب الدین بختیار کاکی (علیہ الرحمہ) کے نام حکم نامہ جاری کردو کہ وہ دہلی چلے جائیں۔ وہاں کی سجادہ نشینی ہم نے اُن کے حوالے کردی اور وہ دہلی میں قیام کریں گے۔ حکم نامہ تحریر ہونے کے بعد مجھ فقیر (قطب الدین علیہ الرحمہ) کو عنایت فرمایا اور میں نے سر تسلیم خم کرتے ہوئے قبول کیا۔ پھر فرمایا: نزدیک آؤ۔ جب میں آپ کے قریب ہوگیا تو کلاہ شریف دستار مبارک میرے سر پر رکھ دی۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ کا عَصاء مبارک میرے ہاتھ میں عطا فرمایا اور خرقہ شریف پہنا کر قرآنِ مجید' جائے نماز اور نعلین مبارک عنایت کرتے وقت فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کی اَمانت ہے جو خواجگانِ چشت رحمہم اللہ تعالیٰ کے ذریعہ ہم تک پہنچی تھی۔ تم اِسے جاری رکھنا تاکہ کل قیامت کے دن مجھے اپنے مشائخین کے روبرو شرمندگی نہ اُٹھانی پڑے۔ فقیر (قطب الدین علیہ الرحمہ) نے سرِ تسلیم خم کیا (یعنی زبانِ حال سے اقرار قبول کیا) پھر دو رکعت نماز اَدا کی۔ اِس کے بعد حضرت مرشد علیہ الرحمہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا: اَب جاؤ اللہ عزوجل کے سپرد' اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں منزل پر پہنچائے"۔ ۴؎

چار چیزیں نفس کا جوہر ہیں:

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ نے فرمایا: "چار چیزیں نفس کا جوہر ہیں: (۱) دَرویشی میں تونگری کرنا' (۲) بھوک میں سیر نظر آنا' (۳) غم میں مسرور رہنا اور (۴) دُشمن سے بھی دوستی ظاہر کرنا' پھر فرمایا' جہاں جانا دل آزاری نہ کرنا اور جہاں رہنا مردانہ وار رہنا"۔ ۵؎

حضرت خواجہ قطب الدین علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب **دلیل العارفین** میں لکھا ہے ایک مرتبہ جمعرات کے روز اَجمیر شریف کی جامع مسجد میں مجھے اپنے شیخ کامل کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ دَرویش' عزیز' صوفیاء اور مریدین حاضر تھے کہ حضرت ملک الموت علیہ السلام کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ شیخ حقانی علیہ الرحمہ نے فرمایا: "موت کے بغیر دُنیا کی رتی برابر قیمت نہیں۔ لوگوں نے پوچھا یا حضرت کیوں؟ تو اِرشاد فرمایا:

۳؎ اولیاء اللہ ص ۱۳۳۔ ۴؎ اخبار الاخیار ص ۴۶' فارسی۔ ۵؎ اخبار الاخیار ص ۴۶' فارسی۔

''موت ایک پُل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملاتا ہے''۔ پھر فرمایا' دوستی وہ چیز ہے جسے زبان سے نہیں دِل سے پوری کرو اور جن چیزوں سے تم کو تعلق ہو اُن کو بالکل چھوڑ دو۔ تب تم (روحانی طور) پر عرش کا طواف کرنے لگو گے''۔ ۶

اژدھا اور بچھو:

ایک دفعہ میں اپنے یارِ غار قاضی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمہ کے ساتھ ایک دریا کے کنارے فروکش تھا کہ دیکھا ایک بہت بڑا بچھو تیزی سے کہیں جا رہا ہے۔ میں نے قاضی صاحب سے کہا کہ اِس میں کوئی سِرِّ الٰہی پوشیدہ ہے۔ ہم دونوں بچھو کے پیچھے ہو لئے بچھوا ایک درخت کے پاس پہنچا تو اُس نے ایک بہت ہی خوفناک اژدہے کو ڈنگ مارا' جس سے وہ مر گیا۔ پاس ہی ایک شخص سو رہا تھا' ہم وہیں ٹھہر گئے کہ یہ نیند سے اُٹھے تو ہم اُس سے ملاقات کریں۔

ہم نے اُس کے نزدیک جا کر دیکھا تو وہ نشے میں بدمست پڑا تھا۔ تعجب ہوا کہ ایسے نافرمان بندے پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس قدر کیوں رحمت فرمائی۔ غیب سے آواز آئی کہ ہم پارساؤں پر ہی اپنی توجہ رکھیں تو غریبوں کا کون حامی ہوگا؟۔

اِس کے بعد وہ متوالا اُٹھا تو مردہ اژدہے کو دیکھ کر پریشان ہوا۔ ہم نے بچھو اور اژدہے کی کیفیت اُس سے بیان کی تو وہ نادم ہوا اور سچے دل سے تائب ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد ہم نے سنا کہ وہ بہت بڑا بزرگ ہو گیا ہے۔

میں اپنے مرشد خواجہ بزرگ علیہ الرحمہ کے ساتھ حج کو گیا۔ واپسی میں ہم ایک ایسے شہر میں ٹھہرے جس کا نام اب یاد نہیں۔ وہاں ایک بزرگ کی زیارت کی۔ ہیبتِ الٰہی سے اُن کے جسم پر گوشت باقی نہ رہا تھا۔ گویا ایک چوب خشک تھے۔ خواجہ بزرگ علیہ الرحمہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو چند روز ہم یہاں قیام کریں۔ میں نے اَدب سے عرض کیا کہ جیسے حضور کی مرضی ہو۔

غرض ہم اُن کی صحبت میں ایک ماہ تک رہے۔ اِس عرصے میں صرف ایک روز وہ تھوڑی دیر کے لئے عالم صحو میں آئے۔ ہم نے سلام عرض کیا۔ جواب دے کر فرمایا:

عزیزو! تمہیں یہاں تکلیف ہوئی لیکن اِس کا نیک بدلہ پاؤ گے' کیونکہ جو شخص دَرویشوں کی خدمت کرتا ہے۔ منزلِ مقصود تک ضرور پہنچ جاتا ہے''۔

پھر فرمایا: بیٹھ جاؤ' ہم بیٹھ گئے تو فرمانے لگے کہ میں شیخ محمد اسلم طوسی علیہ الرحمہ کی اُولاد سے ہوں۔ اِس عالم تحیرّ میں تیس سال سے ہوں۔ مجھ کو روز وشب کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔ حق تعالیٰ آج صرف تمہارے لئے عالَم صحو میں لایا ہے۔

اَے عزیزو! اَب تمہیں اِجازت ہے تم رخصت ہو جاؤ۔ خدا تعالیٰ تمہیں اِس زحمت کا نیک بدلہ عطا فرمائے۔!

پھر فرمایا:۔ میری ایک بات یاد رکھنا' دُنیا کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ جو کچھ تمہارے پاس پہنچے اُس کو کبھی اپنے پاس نہ رکھنا۔ ورنہ دَرویشی حاصل نہ ہوگی اور حق کی مشغولیت کے سوا کسی اور چیز کی طرف اِلتفات نہ کرنا یہ کہہ کر وہ پھر عالمِ تحیرّ میں چلے گئے۔

اِس سیاحت کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ اَجمیر میں تشریف لائے تو اُنہوں نے خواجہ قطب صاحب علیہ الرحمہ کو دہلی جانے کا حکم دیا۔

دہلی میں تشریف آوری:

آپ دہلی روانہ ہوئے تو راستے میں ملتان ٹھہرے یہاں حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمہ کمال محبت و شفقت سے ملے۔ حضرت قطب صاحب علیہ الرحمہ چند روز اُن کے مہمان رہے۔ سیر الاقطاب میں ہے کہ اِسی اَثنا میں مغلوں نے ملتان کا محاصرہ کر لیا ملتان کا حاکم ناصر الدین قباچہ حضرت خواجہ قطب الدین علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور روحانی اِمداد

---

۶ اخبار الاخیار ص ۲۶ فارسی۔

کے لئے درخواست کی۔ حضرت نے کچھ پڑھ کر ایک تیر پر دَم کیا اور فرمایا یہ تیر شام کے وقت دشمن کے لشکر کی طرف پھینک دینا۔ قباچہ نے اَیسا ہی کیا۔ اللہ کا کرنا کہ اُسی رات مغل محاصرہ اُٹھا کر واپس چلے گئے۔

حضرت ملتان سے دہلی آئے تو سلطان شمس الدین التمش نے دہلی سے باہر آ کر آپ کا اِستقبال کیا۔ نہایت عزت و اِحترام سے دہلی میں لایا اور درخواست کی کہ وہ شہر کے اَندر قیام فرمائیں، لیکن حضرت علیہ الرحمہ نے کیلوکھری میں سکونت پسند فرمائی۔ سلطان ہفتہ میں دو بار اُن کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ ایک بار اُس نے بہت مِنت سماجت کی تو حضرت مجبوراً اَندرونِ شہر فروکش ہونے پر راضی ہو گئے اور ملک معین الدین کی مسجد میں قیام فرمایا۔

شیخ الاسلام کی مخالفت:

دہلی میں شیخ الاسلام جمال الدین بسطامی علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد التمش نے حضرت خواجہ قطب صاحب کو اِس عہدہ پر مامور کرنا چاہا لیکن اُنہوں نے اِنکار کر دیا۔ آخر حضرت شیخ نجم الدین صغریٰ علیہ الرحمہ کو شیخ الاسلام بنا دیا گیا۔ حضرت شیخ نجم الدین علیہ الرحمہ، حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ کے مرید تھے اور برگزیدہ بزرگوں میں سے شمار ہوتے تھے۔ لیکن خواجہ قطب صاحب علیہ الرحمہ کی مقبولیت وہ برداشت نہ کر سکے۔ اِتفاق سے اُنہی دنوں حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ دہلی تشریف لائے۔ تمام خواص و عوام اور علماء و مشائخ اُن کے دیدار سے مشرف ہونے کے لئے اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر حضرت شیخ نجم الدین صغریٰ علیہ الرحمہ نہیں آئے۔ چنانچہ حضرت خواجہ صاحب اجمیری علیہ الرحمہ خود اُن سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ وہ پہلے ہی بھرے بیٹھے تھے۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمہ سے ملتے ہی اُنہوں نے قطب صاحب علیہ الرحمہ کے خلاف شکایات کا پلندہ کھول دیا۔ حاصل یہ تھا کہ قطب صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ لوگوں کی گرویدگی اور فریفتگی کی وجہ سے اُن کا وقار اور دبدبہ معرضِ خطر میں پڑ گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے مرید رشید سے فرمایا: بابا قطب الدین علیہ الرحمہ! تم میرے ساتھ اَجمیر چلو کہ کچھ لوگ دہلی میں تمہارے قیام سے ناراض ہیں۔ قطب صاحب علیہ الرحمہ، حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے ساتھ اَجمیر روانہ ہوئے تو عوام و خواص کے اِضطراب اور عقیدت و محبت کا یہ عالم تھا کہ لوگ حضرت قطب صاحب علیہ الرحمہ کے قدموں کے نیچے کی خاک تبرکاً اُٹھا کر سر آنکھوں پر مل رہے تھے اور حضرت قطب صاحب علیہ الرحمہ کے پیچھے روتے جا رہے تھے۔

سلطان شمس الدین التمش کو اِطلاع ہوئی تو وہ دوڑتا ہوا حاضر ہوا اور حضرت غریب نواز علیہ الرحمہ سے بہ کمال مِنت درازی عرض کیا: حضور! برائے خدا قطب صاحب علیہ الرحمہ کو یہاں سے نہ لے جائیں۔

حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ مخلوق کی عقیدت و شیفتگی دیکھ چکے تھے، سلطان کی درخواست منظور کرتے ہوئے فرمایا: بابا بختیار! تم یہیں رہو، اِس لئے کہ اللہ عزوجل کی اتنی مخلوق تمہارے جانے سے تباہ حال ہے میں اِس کو جائز نہیں سمجھتا کہ اِتنے دل دکھائے اور جلائے جائیں، جاؤ ہم نے اِس شہر کو تمہاری پناہ میں چھوڑا۔ (سیر الاولیا۔ ص ۵۵)

یہ سن کر سلطان شمس الدین التمش نے، جس کا دارالحکومت اِس نعمت سے محروم ہوا جا رہا تھا، آگے بڑھ کر حضرت خواجہ صاحب اجمیری علیہ الرحمہ کی قدم بوسی کی اور شکریہ اَدا کیا۔ اِس کے بعد حضرت خواجہ قطب صاحب علیہ الرحمہ دہلی واپس آ گئے۔

حکومت پر اَثرات:

خواجہ صاحب دہلی میں اپنے بوریائے فقر پر بیٹھ کر اِرشاد و تربیت میں مشغول رہے۔ سرکاری دربار سے اُنہوں نے کبھی کوئی تعلق نہیں رکھا۔ سلطان التمش خود اُن کی خدمت میں

حاضر ہوتا اور دینی معاملات میں رہنمائی حاصل کرتا تھا۔ خواجہ قطب صاحب علیہ الرحمہ ہمیشہ اُسے رعایا، فقیروں، غریبوں اور دَرویشوں کے ساتھ دوستی اور حسنِ سلوک کی تلقین فرماتے۔

آپ نے کبھی اتنی رقم اپنے پاس نہ رکھی جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی۔ اِس فقر کے باوجود جود وسخا کا یہ حال تھا کہ لنگر خانہ میں جو چیز ہوتی، فوراً تقسیم کر دیتے۔ جس روز کوئی چیز نہ ہوتی تو خادم سے فرماتے کہ پانی ہی کا دَور چلاؤ تا کہ لوگ خالی نہ جائیں۔

اِستغنا کا یہ عالم تھا کہ ایک بار شاہی حاجب قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا اور کئی گاؤں بطورِ نذر پیش کیے۔ قطب صاحب نے اپنی جائے نماز کا ایک کونہ اُٹھایا۔ شاہی حاجب نے دیکھا کہ مصلّی کے نیچے خزائن الٰہی کے دریائے ذخائر بہہ رہے ہیں۔ حضرت نے اُسے مخاطب کر کے فرمایا: اِس دولت کے ہوتے ہوئے میں چند گاؤں لے کر کیا کروں گا"۔

ایک روز سلطان التمش کا وزیر چند گاؤں کے فرمان لے کر خدمت میں حاضر ہوا اور قبول کرنے کی دَرخواست کی، لیکن خواجہ قطب صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہمارے خواجگان رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی نے گاؤں قبول کیا ہوتا تو میں بھی کر لیتا۔ اُس نے بہت اِصرار کیا تو فرمایا: "اگر میں یہ گاؤں لے لوں تو قیامت کے روز اپنے خواجگان رحمہم اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا"۔

ریاضت ومجاہدات:

تمام تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبادت وریاضت میں بڑی مشقتیں اُٹھائیں۔ سیر الاولیاء میں ہے ابتدائی دَور میں تو آپ تھوڑی دیر سو بھی لیتے تھے لیکن آخر عمر میں بالکل نہ سوتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر میں سو جاتا ہوں تو تکلیف ہوتی ہے۔ بیس برس تک وہ رات کو اِطمینان سے نہ سوئے اور نہ زمین سے پیٹھ لگائی۔

یادِ حق میں اِستغراق کا یہ حال تھا کہ اکثر مراقبے میں رہتے۔ نماز کے وقت آنکھ کھولتے۔ تجدیدِ وضو کرتے اور نماز ادا کرتے آخر عمر میں قرآنِ حکیم حفظ کر لیا تھا ہر روز دوبار کلام پاک ختم کرتے تھے۔ جوامع الکلم میں ہے کہ دِل شکستہ، لب بستہ حجرہ کا دروازہ بند کیے گریہ وزاری میں مشغول رہتے۔ زیارت کے لئے معتقدین کا ہجوم بڑھ جاتا تو آہ سرد بھرتے ہوئے حجرہ سے باہر تشریف لاتے اور خادم سے فرماتے کہ ایک ایک پیالہ پانی (یا جو کچھ مُیسر ہے) سب کو دو۔ اِس کے بعد وعظ فرماتے اور شب کو رخصت کرنے کے بعد پھر حجرہ میں جا کر یادِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔

واقعہ:

نقل است کہ اُو ہر شب سہ ہزار بارُ درود گفتے آنگاہ خفتے مگر ہمدران ایّام زنے رانکاح کردہ بود وسہ شب این ورد از اُو فوت شد مروی بود رئیس نام، پیغمبر ﷺ را در خواب دید کہ می فرماید بختیار کاکی را سلام برساں وبگو ہر شب تحفۂ کہ بر من می فرستادی سہ شب ست کہ نرسیدہ است۔ ؎

"واقعہ ہے کہ آپ ہر رات کو تین ہزار دفعہ دُرود شریف کا وِرد فرماتے تھے پھر آرام فرماتے۔ اُنہی دِنوں آپ نے نکاح کیا (مصروفیت کی وجہ سے) یہ وِرد آپ سے رہ گیا۔ روایت ہے کہ ایک شخص جس کا نام رئیس تھا اُس نے خواب میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا دیدار پایا: "آپ ﷺ نے اُنہیں اِرشاد فرمایا کہ قطب الدین (علیہ الرحمہ) کو میرا سلام پہنچا دو اور اُسے میری طرف سے یہ پیغام دو کہ ہر رات جو مجھے تحفہ پیش کرتا ہے، تین راتوں سے نہیں پہنچ رہا"۔

بعدازیں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے کبھی بھی اِس ورد کا ناغہ نہیں فرمایا۔

شہادت کا سبب:

نقل است کہ در خانہ شیخ علی سکزی صحبت بود وخواجہ در

؎ اخبار الاخیار ص ۲۶، فارسی، اولیاء اللہ از خواجہ عابد نظامی ص ۱۳۲۔

آنجا حاضر بود و این شیخ علی دَرویشی بود از اَقارب خواجہ بزرگ معین الدین حسن سنجری ہمسایہ خواجہ قطب الدین قوال این بیت شیخ احمد جام راقدس سرہ برخواند ۸

شعر:

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جان دیگر است

(ترجمہ شعر:) ''تسلیم ورضا کے خنجر کے شہیدوں کو ہر گھڑی غیب سے ایک نئی زندگی عنایت ہوتی ہے''۔

''نقل ہے کہ حضرت شیخ علی سکزی علیہ الرحمہ کی خانقاہ میں صحبت اَحباب گرم تھی جس میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی اَوشی علیہ الرحمہ، حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری علیہ الرحمہ کے عزیز اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کے ہمسائے تھے۔قوال حضرت شیخ احمد جام قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز کا کلام پڑھ رہے تھے۔جب یہ شعر پڑھا۔

خواجہ را این بیت در گرفت چار شبان اُور در تحیر بود واین بیت ذوق داشت شب پنجم رحلت کرد ۹

''حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور چار شبانہ روز اِسی شعر کے نشۂ ذوق میں وجدانی کیفیت میں رہے اور پانچویں شب اِسی کیفیت میں عالم جاودانی کی جانب رِحلت فرماگئے''۔

میر حسن دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی ایک غزل میں آپ کی شہادت کی طرف اِشارہ کیا ہے۔

جاں بریں یک بیت داد است آن بزرگ
آرے این گوہر کان دیگر است
کشتگان خنجر تسلیم را!
ہر زماں از غیب جان دیگر است

''اُس بزرگ نے اِسی ایک شعر پر اپنی جان قربان کر دی۔ بے شک یہ موتی کسی اور کان کا ہے۔تسلیم ورضا کے خنجر کے شہیدوں پر ہر گھڑی غیب سے نئی زندگی عنایت ہوتی ہے''۔

یہ واقعہ ربیع الاوّل شریف ۶۳۳ھ کی چودھویں رات کا ہے اور اِسی سال ۱۴ شعبان المعظم کو سلطان شمس الدین التمش علیہ الرحمہ کی وفات ہوئی۔ ۱۰

وصال اور جنازہ:

آپ کا وصال ۱۴ ربیع الاوّل ۶۳۳ھ یا ۶۳۴ھ سوموار کی شب ہوا۔سلطان شمس الدین التمش نے غسل دیا۔

سیر الاقطاب میں ہے جب آپ کا جنازہ تیار ہوگیا۔ وسیع میدان میں جنازہ رکھا گیا۔لوگوں کا ایک جم غفیر موجود تھا۔ حضرت ابوسعید علیہ الرحمہ نے اِعلان کیا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی اوشی علیہ الرحمہ نے وصال سے قبل وصیت فرمائی تھی کہ اُن کی نماز جنازہ ایسا شخص پڑھائے۔جس میں تین خوبیاں ہیں:

(۱) جس سے کبھی حرام کام سرزد نہ ہوا ہو۔
(۲) جس کی عصر کی سنتیں کبھی قضا نہ ہوئی ہوں۔
(۳) جس نے ہمیشہ نماز باجماعت تکبیر اولیٰ سے اَدا کی ہو۔

لوگوں کی نظریں مُصلّی پر جمی ہوئی تھیں کہ اِتنے میں ایک شخص ہجوم سے نکلتا ہے اور مُصلّی پر آن کھڑا ہوتا ہے اور دیکھا تو یہ شخص برصغیر پاک وہند کا نیک صفت بادشاہ سلطان شمس الدین ہے۔اُس نے کہا میں نہیں چاہتا تھا کہ لوگ میرے حال سے واقف ہوں لیکن میرے شیخ علیہ الرحمہ کا یہی حکم ہے میرے لئے اِس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں چنانچہ اُنہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔

نمازِ جنازہ اَدا کرنے کے بعد تین دیگر اولیاء اللہ کے ساتھ سلطان شمس الدین التمش نے جنازہ اُٹھایا۔ ۱۱

۸ اخبار الاخیار ص ۲۵ فارسی۔ ۹ اخبار الاخیار ص ۲۶ فارسی۔ ۱۰ اولیاء اللہ ص ۱۳۹۔ ۱۱ اولیاء اللہ ص ۱۳۱، تخلیات خواجگان چشت ص ۲۶۰، گلدستہ اولیاء ص ۳۹۵۔